بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہنامہ اردو

(قادیان)

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر

مدیر

عبدالقدیر نیاز

ماہ شعبان ۱۳۶۴ھ مطابق ماہ اگست ۱۹۴۵ء

ماہ ظہور ۱۳۲۴ ہش

جلد ۴۴ عدد ۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیشِ نظر جاری فرمایا تھا :-

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفینِ اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شایع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے اور بیرونِ ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپیہ لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیلِ زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے۔ بوجہ علمی مجلّہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے :-

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتر روپے	ایکسو چوالیس روپے	دوسو ستر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایکسو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چوّن روپے	نوّے روپے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز (اُردو)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۴ | ماہِ شعبان ۱۳۶۴ھ مطابق ماہِ اگست ۱۹۴۵ء | عدد ۸

فہرستِ مضامین!

اسلام عالمگیر مذہب ہے۔	صفحہ ۲	از مولوی غلام احمد بشیر صاحب دار الواقفین قادیان۔
اسلام کی برتری۔	صفحہ ۷	از جناب عبد القیوم عباس احمد صاحب۔
صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور بہائیت کی ناکامی۔	صفحہ ۱۲	از مولوی صدر الدین صاحب مولوی فاضل واقفِ زندگی۔
بعض جلیل القدر قرآنی پیشگوئیاں۔	صفحہ ۱۷	از جناب خانبہادر محمد دلاور خان صاحب ہوم سیکرٹری حکومت سرحد
مسلم نما یہود کے لئے مثیلِ مسیح کا ظہور۔	صفحہ ۲۵	از مولوی دوست محمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام عالمگیر مذہب ہے

(از غلام احمد بشیر صاحب - دار الواقفین - قادیان)

اس وقت دُنیا میں کئی قسم کے مذاہب پائے جاتے ہیں اور ہر مذہب کا پیرو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ جس مذہب کی اطاعت مَیں کرتا ہوں وہ عالمگیر مذہب ہے اور دُنیا کی رہنمائی اُسی پر منحصر ہے۔ اور اگر سب دُنیا اس کو اختیار کرے تو تمام انسان امن، آشتی اور صلح کے ساتھ زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ چونکہ اِن دعاوی کو سُن کر ایک انسان متحیّر و ششدر رہ جاتا ہے کہ مَیں کس کو قبول کروں اور کونسا مذہب حقیقت میں عالمگیر اور سب کی ہدایت کے لئے آیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایسے اصول پیش کئے جائیں جن کو ہر عقلمند دیکھ کر سمجھ لے کہ کونسا مذہب حقیقت میں سب بنی نوع کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہے۔ لہٰذا ذیل میں دو ایسے اصول ذکر کرتا ہوں، جس سے کسی مذہب کا عالمگیر ہونا پرکھا جا سکتا ہے۔ اور ساتھ ہی مَیں بتاؤں گا کہ وہ باتیں اسلام میں پائی جاتی ہیں اور دُنیا کے کسی اور مذہب میں نہیں پائی جاتیں۔

۱۔ عالمگیر مذہب وہ ہوگا جو خود اپنی عالمگیری کا دعوےٰ کرے تاکہ وہ "مدعی سُست اور گواہ چُست" کا مصداق نہ ہو۔ ضروری ہے کہ اس مذہب کی الہامی کتاب اپنی عالمگیری کے دعوے کو خود پیش کرے۔

اِس اصل کے مطابق جب ہم موجودہ مذاہب کی الہامی کُتب پر نظر ڈالتے ہیں تو ان میں سے کوئی بھی ایسا مذہب نہیں ملتا جس کی کتاب میں یہ دعویٰ ہو کہ مَیں بلا امتیاز اسود و احمر، قوم و ملک تمام بنی نوع کی رہنمائی کے لئے آیا ہوں۔

ہندو ویدوں کو آریہ ورت کے لئے لائحہ عمل تسلیم کرتے ہیں اور پھر اپنے ملک کے بھی بعض لوگوں مثلاً شودروں وغیرہ کی تعلیم و تعلّم سے گریز کرتے ہیں۔

یہودی عالمگیری کے مدعی ہی نہیں۔

عیسائی کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب عالمگیر ہے۔ مگر جب ہم اناجیل پر طائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہت سی ایسی آیات ملتی ہیں جن سے اُن کا یہ ادعا باطل ہو جاتا ہے۔ اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ دعوےٰ اپنی طرف سے کیا ہے ورنہ حضرت مسیحؑ نے یہ دعوےٰ نہ کیا تھا۔ چنانچہ متی (بابؔ آیت ۵) میں لکھا ہے کہ "سامریوں کے شہر میں نہ جانا اور نہ ہی غیر اقوام سے تعلق رکھنا صرف اسرائیلیوں کی بستیوں میں جانا۔" متی (ب۱۵ - آیت ۲۴) میں حضرت مسیحؑ کا قول محفوظ ہے کہ "میں صرف اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔"

تمام مذاہب میں سے اسلام ہی ایسا مذہب ہے کہ جس کی الہامی کتاب میں عالمگیر ہونیکا دعوےٰ موجود ہے۔ خدا تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

(۱) قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا۔ (اعراف ع۱۹)

اے رسول! کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کی طرف سے رسول بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں۔

(۲) وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا (سباع)

کہ ہم نے تجھے تمام لوگوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

(۳) تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا
(فرقان ع۱)

بابرکت ہے وہ ذات جس نے فرقان کو اپنے بندے پر اس لئے نازل کیا تا وہ تمام عالموں کو ڈرانے۔

(۴) اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ (ص ع)

کہ قرآن مجید تمام جہانوں کے لیئے ذکر ہے۔

اِن آیات سے صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید تمام انسانوں کی رہنمائی کے لئے بھیجا گیا ہے اور اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو تمام انسانوں کی رہنمائی کا دعوےٰ کرتا ہے۔ پس اِس اصل کی رو سے صاف ثابت ہے کہ اسلام عالمگیر مذہب ہے۔

۲۔ عالمگیر مذہب کے لیئے ضروری ہے کہ وہ بنی نوع میں مساوات کا علمبردار ہو۔ اور جو مذہب ایسا نہ ہو وہ ہرگز ہرگز عالمگیر نہیں ہو سکتا بلکہ وہ مختص القوم ہوگا۔

اِس اصل کے ماتحت جب ہم دُنیا کے مذاہب کا مطالعہ کرتے ہیں تو بھی ہمیں اسلام کے سوا کوئی ایسا مذہب نہیں ملتا جو مساوات کا حامی ہو۔

(۱) ہندو ازم۔ انہوں نے تمام انسانوں کو چار ورنوں میں تقسیم کیا ہے (برہمن، کھشتری، ویش، شودر) اور ان میں سے ہر ایک کا دائرۂ عمل الگ الگ قرار دیا ہے۔ برہمن کو وید پڑھنے پڑھانے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے۔ کھشتری کو راج کے لئے اور ویش کو کھیتی باڑی کے لئے اور شودر کو تمام کی خدمت کے لئے۔ اور ہر ایک کی جائے پیدائش میں بھی امتیاز رکھا ہے۔ برہمن کو ایشور کے منہ سے۔ کھشتری کو بازوؤں سے اور ویش کو رانوں سے اور شودر کو پاؤں سے پیدا شدہ تسلیم کیا ہے۔ (دیکھو یجروید منڈل ۳۰ منتر ۱۱)

اس سے صاف ثابت ہے کہ ہندوازم مساوات کا سرے سے قائل ہی نہیں۔

اسی پر بس نہیں مرد و عورت میں بھی امتیاز کیا ہے (۱) عورت کو گناہ کے نتیجہ کی پیدائش بیان کیا ہے (ستیارتھ پرکاش) (۲) عورت کوئی کام خود مختاری سے نہیں کر سکتی۔ (منوسمرتی ادھیائے ۵ شلوک ۱۴)

یہودیت۔ یہ بھی پیدائش کے لحاظ سے اسرائیلی کو غیر اسرائیلی پر فضیلت دیتے ہیں۔ اسی لئے انعامِ نبوّت کو انہوں نے اپنا حصہ قرار دیا ہے اور دنیا کی دوسری اقوام کو اس سے محروم سمجھا ہے۔

مسیحیت۔ یہ پیدائش کے لحاظ سے انسان کو گنہگار قرار دیتی ہے سوائے مسیح کے۔

پس یہ بڑے بڑے مذہب پیدائشی لحاظ سے تمام انسانوں کو مساوی حیثیت نہیں دیتے بلکہ بعض کو بعض پر فضیلت دیتے ہیں۔

اسلام۔ اسلام چونکہ تمام انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے آیا تھا اس لئے اس نے تمام دنیا کے انسانوں کو مساوی قرار دیا ہے اور ایسے احکام دیئے ہیں جن میں کسی کو دوسرے پر فضیلت نسلی لحاظ سے نہیں دی گئی۔

(ا)۔ ہر انسان پیدائش کے لحاظ سے نیک ہے۔

(۱) فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا۔ (روم) کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو فطرتِ صحیحہ پر پیدا کیا ہے کسی کو دوسرے پر فضیلت حاصل نہیں ہے۔

(۲) كلّ مولود يُولد على الفطرة فابواه يهودانه او ينصرانه او يمجسانه (مشکوٰۃ کتاب الایمان) ہر بچہ جو پیدا ہوتا ہے تو اس وقت وہ پاک فطرت رکھتا ہے۔

(ب) نسلاً کوئی انسان دوسرے پر فضیلت نہیں رکھتا۔

(۱) يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔ (حجرات)

اے لوگو! ہم نے تم کو مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں قبائل اور گروہ در گروہ بنایا ہے۔ تا تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ (یاد رکھو) تم میں سے زیادہ معزز اللہ کے حضور وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یعنی نسلی لحاظ سے کسی کو دوسرے پر فوقیت نہیں۔ اگر تمہارا عمل صحیح نہیں اور شریعت کے مطابق نہیں تو تم کسی کام کے نہیں خواہ تم سیّد ہو یا پٹھان ہو یا مغل ہو۔ بلکہ ایک حبشی غلام متقی تم سے افضل ہوگا۔ حضرت نبی اکرم صلعم نے اس کی تشریح میں فرمایا۔ لیس لاحد علیٰ احدٍ فضل الّا بدینٍ و تقویٰ (مشکوٰۃ) کہ کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہاں دین اور تقویٰ کے ساتھ ہوسکتی ہے یعنی اگر کوئی زیادہ دیندار اور زیادہ متقی ہو تو وہ دوسرے سے افضل ہوسکتا ہے۔

پس اس سے ثابت ہوگیا کہ اسلام تمام انسانوں میں مساوات کا دعوےٰ کرتا ہے اور تمام انسانوں کو مساوی حیثیت دیتا ہے۔ اب اس جگہ میں چند غیر مسلم اصحاب کی آراء درج کرتا ہوں جو انہوں نے اسلامی مساوات کے متعلق دی ہیں کیونکہ "الفضل ما شهدت به الاعداء" یعنی فضیلت وہ ہے جس کی گواہی دشمن بھی دے کے مقولہ کے مطابق اسلام کی خوبی روز روشن کی طرح ثابت ہوجاتی ہے۔ چنانچہ ایک مشہور ہندو لیڈر بھائی پرمانند جی رقمطراز ہیں:۔

۱۔ "اسلام اپنے اندر ہی ایک قومیت ہے۔ جو برابری کا درجہ اسلام میں انسان کو دیا گیا ہے وہ عملی شکل میں سوائے اسلام کے اور کہیں نہیں پایا جاتا۔ اسلام کی خوبی ہے کہ اس پر افریقہ کی حبشی اقوام بھی ایسی فدا ہیں کہ باوجود عیسائیوں کی محنت اور قربانی کے اور حکومت کے وہ اسلام کو چھوڑنے پر تیار نہیں۔ اسلام نے اختلاف رکھتی ہوئی قوموں میں جو ہمدردی اور محبت پیدا کی ہے وہ عیسائی مذہب پیدا نہیں کرسکا۔" (اخبار ہندو لاہور۔ پندرہ جون ۱۹۳۱ء صہ ۳)

۲۔ "ہندوستان میں اسلام کو جس بات کی وجہ سے حقیقی اور اصلی قوت حاصل ہو وہ یہ ہے کہ اس میں ذات پات کی تمیز بالکل نہیں ہے اور اسی کی بدولت وہ ہنود کو بکثرت اپنا پیرو بناتا ہے۔" (دعوتِ اسلام۔ ڈاکٹر آرنلڈ صہ ۲۱۲)

۳۔ "بنگال میں اسلام کو جو مستقل کامیابی حاصل ہوئی وہ جبر و اکراہ کی بدولت حاصل نہیں ہوئی بلکہ اسلام ہر شخص سے خود مخاطب ہوا۔ اس کی تعلیم نے خدا اور اخوتِ اسلامی کا اعلیٰ ترین تخیل اپنے پیروؤں کے دماغوں میں پیدا کردیا اور اس صوبہ کے ہزارہا ہندوؤں کو جو ذلت و خواری کے ساتھ اپنے دن کاٹ رہے تھے اپنی عالمگیر برادری کے زمرہ میں شامل کرلیا۔" (دعوتِ اسلام۔ ڈاکٹر آرنلڈ صہ ۲۹)

ان تینوں حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام صرف مساوات کا دعوےٰ ہی نہیں کرتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ عملی طور پر اس کا ثبوت بھی دیتا ہے۔

پس ان دونوں اصولوں کی رو سے ثابت ہے کہ اسلام ہی عالمگیر مذہب ہے۔ دوسرے مذاہب کے متبعین صرف زبانی جمع خرچ کرتے ہیں اور وہ دعوے کرتے ہیں جو اُن کی مسلّمہ الہامی کتب میں نہیں پایا جاتا۔ لہٰذا اسلام کی طرف توجہ کرنا ہر اہلِ عقل و بصیرت کا فرض ہے کیونکہ عالمگیر مذہب ہی تمام انسانوں میں صلح و آشتی پیدا کر سکتا ہے۔ و اٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام کی برتری

(از عبدالقیوم عباس احمد صاحب)

اسلام کے کامل اور زندہ مذہب ہونے کا ثبوت دُنیا روز دیتی رہتی ہے۔ آئے دن کے واقعات پکار پکار کر غائبانہ طور پر اسلام کی برتری کا اعلان کرتے رہتے ہیں اور وہ لوگ بھی جو بر سرِ عام اسلام کو جھوٹا اور اُس کے بانی پر الزام لگاتا تہذیب و تمدن کی بُنیاد سمجھتے ہیں وہی دوسرے وقت میں مجبوراً اسکے مقدس بانیؐ کے آگے عقیدت کے پھول پیش کرتے ہیں۔

جب سے اسلام دُنیا میں آیا اُسی وقت سے ہی یہ دستور ہم دیکھتے چلے آتے ہیں۔ وہ مشرکینِ مکہ جنکی ایک ہی خواہش تھی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہوا توحید کا دین پنپنے نہ پائے وہی مجبوراً پکار اُٹھتے ہیں رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ۔ کہ کاش ہم بھی مسلم و فرمانبردار ہوتے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا قابلِ رشک نمونہ اور عاشقانہ طرزِ عمل اُن کو حیرت میں ڈالتا تھا۔ وہ علی الاعلان دُنیا میں یہ کہتے کہ خبردار! وہ آواز جو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے (مبارک) مُونہہ سے نکل رہی ہے اُس کو مت سُنو وہ جادو ہے۔ تم گھیرے جاؤ گے۔ اور یہ طرزِ عمل صرف اُس وقت کے مشرکینِ مکہ سے ہی مخصوص نہ تھا بلکہ اسی خواہش کا اظہار یہودی اور مسیحی علماء بھی کیا کرتے تھے۔

اس کے بعد جب اسلام حیرت انگیز تیز رفتاری کے ساتھ دُنیا کو توحیدی آواز سے آشناس کرا رہا تھا تب بھی مسیحی اور غیر ممالک کے علماء اور عام طبقہ کے لوگ اپنے طرزِ عمل سے واضح کرتے رہے کہ یہ عرب کے بدُو وہ بدّو نہیں بلکہ ایک آسمانی شخص کے تربیّت یافتہ اور کامل آسمانی شریعت کے حامل ہیں۔ اور اس روح کا اظہار آج تک بھی دشمنانِ اسلام کرتے رہے ہیں۔

اس وقت موجودہ صدی میں جب دُنیا خاص کر مغرب اپنی تہذیب و تمدّن پر نازاں ہو رہا ہے انہوں نے اپنے زعم میں ایک ایسی تہذیب کی بُنیاد ڈالی ہے جو ہمیشہ رہے گی۔ ایسے قوانین بناتے ہیں جو دُنیا میں ہمیشہ کے لئے امن اور سلامتی کا موجب ہوں گے۔ امریکہ کے ایک کنارہ سے لیکر انگلستان کے دوسرے کنارہ تک یہی آواز ہوا میں تھرّا رہی ہے کہ مغربی تمدّن و مغربی تہذیب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہترین اور مغربی قوانین لائحۂ عمل پیش کرتے ہیں لیکن کیا ہی حیرت کی بات ہے کہ اپنے عمل سے وہ پھر بعض دفعہ اسلام کی برتری کا اعلان کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور یہ واقعات ایک نہیں بلکہ کثرت سے ہیں۔ مسئلہ طلاق۔ مسئلہ ازدواج وغیرہ کئی ایسے قوانین ہیں جن میں اُن کا قانون پہلے تہذیب و اخلاقِ فاضلہ سے ہمیشہ منہسی کرتا رہا ہے۔

آج جبکہ اِس مہیب جنگ کے ایک حصہ کا اختتام ہو چکا ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ مغرب بلکہ اِس کوشش میں سرگرداں ہے کہ وہ ایک مکمل کوڈ معلوم کریں۔ ایک نظام بنائیں جو دُنیا میں امن کا قیام کر دے۔ مختلف کانفرنسیں ہو رہی ہیں۔ بڑے بڑے مدبر مل کر اِس کوشش میں ہیں۔ ماسکو سے لیکر سان فرانسسکو تک کانفرنسوں کا سلسلہ جاری ہے۔ ایک دماغ نہیں سارے بہترین دماغ مل کر اسی سوچ میں ہیں۔

ہم خوش ہوں گے اگر ان کانفرنسوں سے ہی آئندہ متوقع خونریزیاں رُک جائیں لیکن دُنیا کو خاص کر مغرب کو پُرانا سبق پھر سُنا دینا چاہتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اِن تمام کاوشوں کا علاج مہیا کرتا ہے۔ یہی وہ مذہب ہے جو ایک مکمل اور اتم لائحۂ عمل پیش کرتا ہے۔ آج کل کی مشکلات کا حل ایک صحرا میں اُٹھی ہوئی آسمانی آواز ہے اور یہی وہ مذہب ہے جس نے اِس بات کا چیلنج بھی دیا ہے باقی سارے مذاہب اِس بارہ میں خاموش ہیں اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ مکمل کوڈ اور ہدایت اور نعمت اسلام میں ہے۔ اور یہی آواز جو ۱۳۰۰ سال پہلے بلند ہوئی تھی اب اور بھی بلند ہونے والی ہے اور ہو رہی ہے۔

اسلام کے لائحۂ عمل کے ایک حصہ کا خلاصہ ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں اور حق بیں احباب کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ آیا اُن کے مذاہب متعلقہ بھی اِس قسم کی روشنی ڈال سکتے ہیں۔

سب سے پہلے تو اسلام بُنیادی طور پر ایک قانون ہمارے سامنے پیش فرماتا ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (طٰهٰ ع) یعنی دوسری اقوام کو جنہیں ہم نے اِس دُنیا کے مال و متاع دے رکھے ہیں اُن پر حریصانہ نظر سے مت دیکھو۔ یہ تو اُن کو آزمانے کے لئے ہے اور اصل دولت تو خدا کے پاس ہے جو ہمیشہ رہے گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صرف اِس بُنیادی قانون سے ہی اِن تمام جھگڑوں اور فسادوں کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ آج جو جھگڑے شروع ہوتے ہیں وہ اِسی بُنیاد پر ہوتے ہیں۔ کہ جرمنی کہتا ہے کہ انگریزوں کے پاس مقبوضات ہیں اِسی طرح وہ مجھے بھی ملنے چاہئیں۔ اور پھر جاپان بھی کہتا ہے کہ مجھے بھی ملنے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اِس خیال کو چھوڑ دو کہ برطانیہ کے پاس دولت ہے۔ تم یہ خیال نہ کرو کہ جاپان نے بہت سے مقبوضات پر قبضہ کیا ہوا تھا۔ بلکہ تم اپنے مُلک کی ہی خوشحالی کی فکر کرو۔ اور غیر مُلک کے آزاد لوگوں کو اپنے مُلک میں، اپنے قبضہ میں لانے کی کوشش مت کرو۔ اور یہ دولت تو ہمیشہ نہ رہے گی۔ بلکہ ہمیشہ رہنے والی دولت تو خدا کے پاس ہے اور وہ تمہیں تمہارا خدا اگر تم اِس دُنیا کو چھوڑ دو ضرور دے گا۔

پھر اس کے آگے اس کی یوں تشریح فرمائی ہے۔ فرماتا ہے۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْيَاءً وَّ اَمْوَاتًا۔ کیا ہم نے زمین کو جس میں تم پیدا ہوئے ہو اِس قابل نہیں بنایا کہ وہ تمہیں ڈھانپ لے۔ اِس میں تمہارے مُردوں کے لئے بھی جگہ ہے اور ایسے ہی تمہارے زندوں کے لئے بھی تمام سامان مہیّا ہیں۔

یعنی فرماتا ہے کہ تم کو یہ خیال نہ آئے کہ جس جگہ تم پیدا ہوئے ہو اُس میں تمہارے رہنے کے لئے اور ضروریاتِ زندگی سب پیدا نہیں کی گئیں۔ بلکہ جس جگہ اور جس زمین پر ایک انسان پیدا ہوتا ہے اس زمین میں ایسی خاصیتیں رکھ دی گئی ہیں کہ وہ اُس کے لئے تمام ضروری سامان مہیّا کرتی ہے۔ اِس تعلیم سے اس خیال کو بھی رد کر دیا گیا کہ کیونکہ یہ جگہ چھوٹی ہے اور ہماری آبادی زیادہ ہے اس لئے ہمیں مقبوضات ملنے چاہئیں۔ بلکہ فرمایا کہ اسی زمین میں سارے سامان مہیّا ہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص دوسرے مُلکوں کی نسبت سے اپنے آپ کو کم آرام میں پاتا ہے تو اُس کے لئے اجازت ہے کہ وہ کسی اور جگہ کوچ کر جائے۔ جیسا کہ فرماتا ہے اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا۔ کہ ایک فرد کو بھی اور ایسے ہی خاندانوں کو بھی دوسری جگہ جانے کی اجازت ہے۔

اب اِنہی دو اصولوں سے تمام موجودہ لڑائیوں اور مناقشات کی جڑھوں کو اُکھیڑ دیا گیا ہے۔ سب سے پہلے تو دولت کا سوال تھا۔ تو فرمایا اصلی دولت تو خدا کے پاس ہے اس لئے دوسروں کی طرف حریصانہ نظر سے مت دیکھو بلکہ اپنے مُلک کی خوشحالی کی فکر کرو۔ پھر دوسری بڑی وجہ مناقشات کی یہ تھی اور ہے کہ جگہ کم ہے تو فرمایا کہ گو جگہ کم دِکھائی دیتی ہے مگر اس زمین میں ان انسانوں کے لئے سارے سامان مہیّا ہیں اور اگر وہ پھر بھی خوش نہیں تو پھر کسی اور مُلک میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چلے جائیں۔

کیا کوئی اور ایسا مذہب ہے جو اِس صراطِ مستقیم کی ہدایت فرماتا ہے۔ ساری لڑائیاں اور جھگڑے صرف اِن دو اصولوں کے بیان کرنے سے کاٹ دیئے گئے ہیں۔ اور مستقل امن اور سلامتی کا بیج بو دیا گیا ہے۔ سارے مذاہب خدا کی طرف سے تھے لیکن اب اُن میں یہ خاصیت نہیں رہی کہ وہ موجودہ وقت کی ضروریات کے پیشِ نظر بھی کوئی قانون بنا سکیں لیکن اسلام نے کس خوبی سے موجودہ اُلجھنوں کو توڑ کر رکھدیا ہے۔

پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ؗ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (مائدہ ع۲)

یعنی جب کبھی بھی کوئی قومی یا غیر قومی معاملہ پیش آئے اور کوئی معاملہ بھی ہو۔ کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ ہر وقت انصاف کو مدنظر رکھو۔ اور تمہیں کسی دشمنی انصاف سے پرے نہ کردے۔ اِس آیت میں ایک اور اصل بیان کیا گیا ہے۔

بہت دفعہ دیکھا جاتا ہے کہ اوّل تو لڑائی ہی غلط اصولوں پر شروع کی جاتی ہے اور پھر جب فتح حاصل ہو جاتی ہے تو مفتوح سے پُرانے کینہ اور غصہ کی وجہ سے ایسا معاملہ کیا جاتا ہے جو صریحاً انصاف کے خلاف ہوتا ہے اور فاتح چاہتا ہے کہ وہ اپنے کمزور دشمن کو بالکل کچل کر رکھدے۔ اسکی تمام طاقتوں کو تباہ کردے۔ اسلام اسکے برعکس یہ تعلیم دیتا ہے کہ اگر ایک قوم یا اقوام میدانِ جنگ میں اسلئے اور اسی نیت سے آتی ہیں کہ دُنیا میں امن اور سلامتی کا دَور دورہ ہو تو فتح کے بعد ان کا کام یہ نہیں کہ شکست خوردہ دشمن کو اور بھی کُچل کر رکھدیں بلکہ كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ ... بِالْقِسْطِ کہ پھر اس موقعہ پر بھی انصاف سے ہی کام لو جس اصل بنا پر لڑائی چھڑی تھی صرف اسی بناء کو پھر سے اصل فیصلہ کی بُنیاد بناؤ۔ اسی اصل مسئلہ کو حل کرنیکی کوشش کرو اور اگر وہ ایسا نہ کرینگی تو وہ اُسوقت ایک اور خونریز جنگ کی بنیاد رکھدینگی اور وہ لڑائی پھر ضرور ہو کر رہیگی اور پہلی سے زیادہ خونریز اور تباہ کُن ہوگی کیونکہ مفتوح قوم اس بُرے طرزِ عمل کیوجہ سے پھر اُٹھیگی اور پھر اپنی فاتح اقوام پر حملہ کرنیکی تیاریاں کریگی لیکن اگر اس موقعہ پر جبکہ انکا دشمن شکست خوردہ پڑا ہوا ہوگا اعلیٰ انصاف کا معاملہ کرینگے تو یقیناً وہ مفتوح قوم فاتح کی ممنون ہوگی اور متوقع جنگ نہیں ہوگی۔ قرآن کریم فرماتا ہے وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِاللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ٥ (الحجرات ع) خلاصۃً مندرجہ ذیل اصول اسلام پیش کرتا ہے :۔

(۱) ہر ایک قوم اپنے دائرہ میں آزاد ہونی چاہیئے۔ (۲) کسی قوم کا حق نہیں کہ وہ دوسری قوم پر چڑھائی کردے۔ (۳) ضروریاتِ زندگی اور دولت حاصل کرنے کیلئے لڑائی ممنوع ہے۔ (۴) اگر ایک قوم حد سے گذرتی ہے اور قانون وغیرہ توڑتی ہے اور دوسرے کے حقوق پر غاصبانہ قبضہ کرنا چاہتی ہے تو باقی ساری اقوام ملکر اُس ایک قوم کو الٹی میٹم دیدیں کہ وہ اپنے طرزِ عمل سے باز آجائے (۵) اگر وہ باز نہ آئے تو اُسکے خلاف سب ملکر جنگ کریں۔ قدرتی طور پر ایک قوم کبھی بھی باقی ساری اقوام کا مقابلہ نہیں کرسکتی وہ شکست کھا جائیگی۔ (۶) اب شکست کھاجانیکے بعد کا وقت بہت ہی خطرناک ہوتا ہے اُس وقت کے لیے خاص حکم ہے کہ کُوْنُوْا قَوّٰامِيْنَ ... بِالْقِسْطِ اب انصاف کیساتھ اِس مسئلہ کو حل کرو جسکی وجہ سے جنگ کا اعلان کیا گیا تھا۔ (۷) وہ مفتوح قوم پھر بھی آزاد رہنی چاہیئے۔

اگر ان باتوں پر پورا پورا عمل کیا جائے تو پھر دُنیا میں حقیقی امن اور سلامتی کے دَور دَورہ کی توقع ہوسکتی ہے اور حقیقی امن کی خوابیں شرمندۂ تعبیر ہوسکتی ہیں نہیں تو پہلے دُنیا نے کیا کچھ نہیں سوچا کونسی تجاویز ہیں جن پر وہ عمل پیرا نہیں ہوئے سینکڑوں کانفرنسیں اور ہزاروں مدبر ملکر اِسی کوشش میں لگے رہے ہیں لیکن پھر بھی وہ دُنیا کو ان خونریز جنگوں سے نہیں روک سکے۔ بلکہ نظر تو یہ آتا ہے کہ ہر آئندہ جنگ پہلی جنگ سے زیادہ خطرناک، زیادہ تباہ کُن ثابت ہوتی ہے۔ کیا آج دُنیا کے لئے یہ موقعہ نہیں آیا کہ اب جبکہ اُن کے دماغ سوچتے سوچتے عاجز آچکے ہیں وہ ایک اور پیغام کو بھی سُن لیں اور اُس پر عمل کرلیں۔ کیا ابھی یہ وقت نہیں آیا کہ وہ آسمانی آواز کی طرف بھی توجہ کریں۔

اے یورپ اور اے ایشیا! خدا کی آواز کو سُن۔ اُس ہستی کی تجاویز پر عمل پیرا ہو جس نے تجھے پیدا کیا اُس قادر کے احکام پر عمل کر جو تیری ہر بات چھپی اور ظاہر کو جانتا ہے۔ انسان آخر انسان ہی ہے وہ ہر ایک انسان کے لئے متحدہ قانون نہیں بنا سکتا بلکہ اُس کو ایک اور ہستی کی قیادت کی ضرورت ہے جو اُس سے اُوپر ہو۔ جو اُسکی فطرت سے واقف ہو تا وہ اُس کے لئے بہترین لائحۂ عمل بتائے۔

اے دُنیا کے مختلف کناروں کے لوگو! سُنو اور خوب سُنو کہ اب تمہارے لئے امن کی راہ صرف سلامتی کے شہزادہ کے مذہب میں ہے۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے اور تم اِس نور سے منور ہو۔ آمین ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اور

بہائیت کی ناکامی

(از مولوی صدر الدین صاحب مولوی فاضل، واقفِ زندگی۔)

اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْکَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ٥ (انعام ع۳) یعنی اُس شخص سے کوئی بڑا ظالم نہیں جو اللہ تعالےٰ پر جھوٹ باندھے یا اُس کی آیات کو جُھٹلائے۔ یقیناً ظالم کامیاب نہیں ہوتے۔

اِس آیت میں اللہ تعالےٰ نے مُفتری یعنی جھوٹے الہامات وغیرہ بنانے والے اور خدا کے نشانات کو جُھٹلانے والے کی یہ سزا مقرر فرمائی ہے کہ وہ کامیاب نہیں ہوتا۔ چنانچہ اِس کے مطابق ہم دُنیا کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے سچے رسولوں کو کامیاب کیا اور مکذّبین کو ناکام و نامراد رکھا، اور مُفتریوں کو خیبت و خسران کا مُنہ دکھایا اور خدا کی آیات کے مصدقین کو فتح و ظفر سے نوازا اور اُن کو جان یعنی تعداد مال عزّت اور علم اور ہر قسم کا غلبہ عطا فرمایا۔ اور سچے رسولوں کو ہمیشہ ایک دُنیا پر چھا جانے والی جماعت عطا فرمائی اور ہر رنگ میں اُن کو غلبہ بخشا۔ خواہ جماعت سے یا اِس رنگ میں کہ اُن کے مخالفین کو تباہ و برباد کرکے اُنکا نام و نشان مٹا دیا۔ جیسے حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن بعض نبیوں کے ساتھ چھوٹی سی جماعت اور بعض کے ساتھ ایک دو آدمی اور بعض کے ساتھ کوئی بھی آدمی نہ ہوگا (مسلم جلد اوّل کتاب الایمان ص۱۴۰ باب الدلیل علیٰ دخول طوائف المسلمین الجنۃ ص۱۱۷ نوری)

اِسی معیار کے مطابق ہم بہاء اللہ کو دیکھتے ہیں کہ اگرچہ اُس نے وحی اور الہام کا دعویٰ نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ خدائی کا دعوےٰ کیا ہے۔ تاہم وہ مکذبین بآیات اللہ میں سے ضرور ہے اور نئی شریعت بنا کر پیش کرنے والا ہے۔ اس کا کیا انجام ہوُا؟ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوُا؟ اور کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مقصود میں فائز و کامراں ہوئے یا نہیں؟

سو ہم دیکھتے ہیں کہ بہاء اللہ اپنی کتاب "اقدس" میں کہتا ہے۔ من یدعی امراً قبل اتمام الف سنۃ کاملۃ انّہٗ کذاب مفتر نسأل اللہ بأن یؤیّدہ علی الرّجوع ان تاب انّہ ھو التّوّاب و ان اصر علیٰ ما قال یبعث علیہ من لا یرحمہ انّہ شدید العقاب۔ یعنی جو شخص خدا سے حکم پانے کا دعوےٰ پُورے ایک ہزار سال گذرنے سے پہلے کرے تو یقیناً وہ کذاب مفتری ہے۔ ہم اللہ سے دُعا کرتے ہیں کہ اُسے اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالےٰ توبہ کی توفیق بخشے۔ یقیناً اللہ تعالےٰ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اور اگر وہ اپنے قول پر اصرار کرے تو اُس پر ایسے لوگ مسلط کئے جائیں گے جو رحم نہ کریں گے یقیناً وہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

بہاء اللہ کے اِس اصول کی رو سے ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکے مقرر کردہ ایک ہزار سال سے قبل دعویٰ مہدویّت و مسیحیت و نبوّت کیا اور ہمیشہ اُس پر قائم رہے مگر کوئی ظالم حضور علیہ السلام پر تسلط نہ حاصل کر سکا۔ اور خدا تعالےٰ نے حضورؑ کو ہر ظالم کے ہاتھ سے بچایا اور ہر عقاب و عذاب سے محفوظ رکھا اور ہر میدان میں حضور علیہ السلام کو فتح و کامیابی اور عزت عطا فرمائی۔ اگرچہ ہر مذہب و ملت کے مخالفین نے حضورؑ کو تکلیف و ایذا دینے، خفیہ طور پر قتل کروانے اور قتل کا مقدمہ بنا کر پھانسی دلوانے کی کوشش کی۔ اور اپنی ہر ممکن کوشش میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور ایڑی چوٹی تک زور لگایا۔ حضور علیہ السلام نظم میں اس کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں ؎

پھر ادھر بھی کچھ نظر کرنا خدا کے خوف سے
کیسے میرے یار نے مجھ کو بچایا بار بار
قتل کی ٹھانی شریروں نے چلائے تیرِ مکر
بن گئے شیطاں کے چیلے اور نسلِ ہونہار
پھر لگایا ناخنوں تک زور بن کر اِک گروہ
پر نہ آیا کوئی بھی منصوبہ اُن کو سازوار
اِب ذرا سوچو دیانت سے یہ کیا بات ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہاتھ کس کا ہے کہ رد کرتا ہے دشمن کا وار

پاک برتر ہے وہ جھوٹوں کا نہیں ہوتا نصیر

ورنہ اُٹھ جائے اماں پھر سچے ہوویں شرمسار

پس خدا تعالےٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہر میدان میں فتح و نصرت عطا فرمانا اور دشمن کو ہر لحاظ سے مغلوب کرنا حضورؑ کی صداقت کی بڑی زبردست دلیل ہے۔

لیکن اس کے برعکس بہاءاللہ خود خدائی کا دعوےٰ کر کے اپنی نصرت کا دعویدار ہے جیسے وہ کہتا ہے۔"و نراکم من افقی الابھی و ننصر من قام علیٰ نصرۃ امری بجنود من الملأ الاعلیٰ و قبیل من الملائکۃ المقربین"۔(الاقدس) یعنی کہ ہم تم مریدوں کو روشن اُفق سے دیکھیں گے اور اُن کی جو میرے امر کی نصرت پر کھڑے ہوں گے ملأ اعلیٰ کے لشکروں اور مقرب ملائکہ کے گروہ سے مدد کریں گے۔

اِس میں بہاءاللہ نے اپنے غالب اور اپنی جماعت کے مظفر و منصور ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ پھر بہاءاللہ اپنے ماننے والوں کی نسبت کہتا ہے اولٰئک اولیاء النصر بین السمٰوٰت والارضین۔ کہ وہ لوگ آسمانوں اور زمینوں میں نصرت کے ولی ہیں۔ مگر دیکھئے کہ ان کے مظفر و منصور ہونے کا یہ حال ہے کہ بہاءاللہ کے باوجود خدائی کا دعوےٰ کرنے کے اُس پر بے رحم لوگ مسلط ہوئے اور اُسے سخت سزا ملی۔ چنانچہ قید میں بہاءاللہ یوں گویا ہوتے ہیں :۔

"والذی ینطق فی السجن الاعظم انہٗ لخالق الاشیاء و موجد الاسماء قد حمل البلایا لاحیاء العالم"

(اقدس)

یعنی جو اس وقت قید خانہ میں بول رہا ہے وہی سب اشیاء کا خالق اور اسماء کا موجد ہے۔ اُس نے عالم کو زندہ کرنے کے لئے مصائب برداشت کئے ہیں۔

پھر "اقتدار" صفحہ ۳۶ میں لکھا ہے :۔"کذٰلک نطق القلم اذا کان مالک القدم فی سجنہ الاعظم بما اکتسبت ایدی الظالمین۔ یعنی قلم اعلیٰ نے اسی طرح نطق فرمایا جب مخلوق کا قدیمی مالک ظالموں کی شرارت سے قید میں پڑا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس اگر بہاء اللہ خود خدا تھا اور ناصر تھا تو وہ ظالموں کے ہاتھوں میں کیوں پھنسا جبکہ خود نصرت کا دعویدار ہے۔ پھر ظفر و منصور ہونے کی علامت اور خدا کے فرشتوں کی نصرت و تائید دیکھئے۔ عصر جدید عربی ص۲۴۲ میں ہے کہ لارڈ کرزن نے کہا ہے کہ "کان عدد البہائیین عند صعود بہاء اللہ اقل من ملیون"۔ یعنی بہائیوں کی تعداد بہاء اللہ کی وفات کے وقت یعنی ۱۸۹۲ء میں دس لاکھ سے کم تھی۔ اگرچہ عصر جدید انگریزی میں لفظ "بابی" لکھا تھا جسکو بدلکر بہائی لکھا گیا تو بھی بالفرض اگر مان لیں تو اب ان کی تعداد بہائی مبلغ آوارہ آفندی کے قول کے مطابق ۵۱۰۹ ہے۔ چنانچہ کشف الحیل جلد ۲ ص۲۳۳ حاشیہ میں وہ لکھتے ہیں: "مطابق احصائے صحیح فقط یکربعہ آنچہ شما تصور فرمودہ اید یعنی ۵۱۰۹ نفر است نہ بیست ہزار نفر"۔ یعنی صحیح شمار کے لحاظ سے بہائیوں کی تعداد ۵۱۰۹ ہے نہ کہ بیس ہزار۔ کیا خدائی کے مدعیوں اور حق پر قائم شدہ کی تائید اسی طرح ہؤا کرتی ہے؟ اگر ایسا ہے تو یہ تائید اور ترقی بہائیوں ہی کو مبارک ہو۔

اسی طرح بہاء اللہ کی تائید و نصرت اس رنگ میں ہوئی کہ جو کام انہوں نے کرنے تھے وہ نہ کر سکے اور سراسر نامراد رہے اور آئندہ بھی کچھ امید نہیں حالانکہ بہاء اللہ کی وفات پر تقریباً ۵۳ سال گذر چکے ہیں۔

بہاء اللہ نے اپنی شریعت اقدس میں لکھا ہے کہ ہر شہر میں بیت العدل بنایا جائے جس میں کم از کم نو آدمی ہوں۔ اسکی غرض یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اس میں اُن امور کا فیصلہ کریں جو بہاء اللہ کی کتابوں میں موجود نہیں (فردوسیہ ص۵۴) دوم سیاسی امور کا فیصلہ اس میں کیا جائے۔ سوم اسکے ذریعہ اموال کی نگہداشت کی جائے۔ چہارم بیت اللہ کی امناء زبانوں میں سے ایک زبان اور خطوط میں سے ایک خط اختیار کریں (اشراقات ص۱۰۲) مگر واقعہ یہ ہے کہ بیت العدل ابھی تک قائم نہیں ہؤا۔ چنانچہ عبد البہاء نے اسکے متعلق مکاتیب میں لکھا ہے۔ "تشکیل بیت عدل عمومی میسر نہ" کہ بیت عدل عمومی قائم نہیں ہؤا۔

پھر بہائیت کی تائید کی یہ مثال ہے کہ بہاء اللہ نے شریعت اقدس میں مشارق الاذکار یعنی عبادتگاہیں بنانے کیلئے حکم دیا مگر وہ بھی بہاء اللہ کے حین حیات میں نہ بنے اور عبد البہاء نے پہلا مشرق الاذکار عشق آباد (روس) میں بنایا۔ وہ بھی نامکمل کیونکہ مکاتیب عبد البہاء جلد ۱ ص۳۴۶ و بدائع الآثار جلد اوّل ص۳۵۲ میں لکھا ہے کہ مشرق الاذکار کی عمارت بہت اُونچی اور بلند اور با انتظام ہونی ضروری ہے اور وہ دائرہ کی شکل میں ہونا چاہیئے۔ ۹ باغیچے، ۹ حوض فواروں والے، ۹ دروازے اسکے اطراف میں ہوں اور ہر قطعہ ایک محل سے متعلق ہو جیسے یتیم خانہ، شفاخانہ، مدرسہ ابتدائیہ کالج وغیرہ۔ سو اسکے متعلق ابھی تک ایک بھی مشرق الاذکار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُنیا میں نہیں بنا اور یہ بہائی شریعت کی صریح ناکامی اور خیبت و خسران کی واضح مثال ہے۔

پھر بہاء اللہ کے نامراد ہونے اور اسکی جماعت کے مقصور رہنے کا راز اِس طرح کُھلتا ہے کہ دلائل کے لحاظ سے وہ اپنے آپکو اس قدر حق سے دُور اور کمزور سمجھتے ہیں اور کسی کے سامنے پیش کرنیکی جُرأت تک نہیں کر سکتے کہ بہاء اللہ کی شریعت کی کتاب اقدس کے شائع ہونیکی ممانعت کر دیگئی ہے۔ چنانچہ عبدالبہاء ابن بہاء اللہ نے لکھا ہے کہ "کتاب اقدس اگر طبع شود نشر خواہد شد در دستِ اراذل متعصبین خواہد افتاد لہٰذا جائز نہ۔" یعنی کتاب اقدس، اگر طبع ہوئی تو پھیل جائیگی اور کمینے متعصب لوگوں کے ہاتھوں میں چلی جائیگی لہٰذا جائز نہیں کہ اسکی اشاعت کی جائے۔ (رسالہ جواب نامہ جمعیت لاہای ص۳۷)

پس بہائیوں کا کتاب اقدس کی اشاعت کو ممنوع قرار دینا صرف اِسی بناء پر ہے کہ اس میں رطبُ یابس مسائل بھرے ہوئے ہیں اور نہایت درجہ کی ناقص اور بیہودہ تعلیم ہے جس سے انہیں سخت شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے اسلئے اس سے نجات کا ذریعہ یہی ہو کہ اُسے صفحۂ ہستی سے مٹادیا جائے اور یہ فعل خود اُنکی ناکامی و نامرادی پر ایک قاطع دلیل اور ساطع بُرہان ہو۔ پس آج بہائی لوگ اِس آیت کے مصداق ہیں فَاَتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ (حشر ع۱)

الغرض بہاء اللہ آیت مذکورہ کے مطابق اپنے مقصد و مرام میں ناکام رہا اور اظلم ثابت ہوا۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی شریعت کا مکذّب تھا۔ اسلئے نہ اسکی جماعت بڑھی بلکہ بہت ہی کم ہو گئی۔ جو انگلیوں پر شمار کی جاسکتی ہو اور نہ ہی اُسے اُسکے مقاصدِ عالیہ میں کامیابی حاصل ہوئی بلکہ تمام نصرت و تائید کے ادّعا یونہی گئے اور جھوٹ ثابت ہوئے۔ اور نہ ہی دلائل کے لحاظ سے اُن میں ہمت و طاقت رہی مگر اسکے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کا نصرت و تائید عنایت فرمانا اور آپؑ کو ایک بہت بڑی لکھو کھہا کی جماعت دینا اور دن بدن ترقی دیتے جانا اور دوسرے مقاصد میں کامیاب فرماتے جانا اور دلائل کے لحاظ سے ہر میدان میں فتح بخشتے جانا اور دشمن کا مغلوب و خوار ہونا حضور علیہ السلام کی صداقت کی زبردست دلیل ہے اور اِس سے خدا تعالیٰ کا وہ وعدہ پُورا ہوا جو آج سے ۶۲ سال پہلے کا براہین احمدیہ میں مذکور ہے "حماك الله نصرك الله - انّا اعطيناك الكوثر - الا انّ حزب الله هم الغالبون"۔ اور رات دن مزید وعدے پُورے ہو رہے ہیں۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ اَللّٰھم زد فزد ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعض جلیل القدر قرآنی پیشگوئیاں

(جناب خان بہادر محمد دلاور خان صاحب ہوم سیکرٹری حکومت سرحد)

قرآن شریف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس میں سب سے زیادہ زور اپنی وحدانیت اور یوم الآخرۃ پر ایمان لانے پر دیا ہے۔ جن لوگوں نے توریت و انجیل کا بغور مطالعہ کیا ہے اُن پر یہ امر مخفی نہیں کہ ان دونوں کتابوں میں توحید کا بہت کم ذکر ہے۔ اور بیان ناقص۔ اور ایسا ہی یوم الآخرۃ پر ایمان لانے کا حال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہودیوں کے بعض فرقے یوم الآخرۃ سے منکر ہیں جن میں سے ایک صدوقی فرقہ ہے۔ مگر قرآن شریف نے توحید اور یوم الآخرۃ کا ذکر بار بار مختلف پیرایوں میں کیا۔ اور اِن ہر دو عقائد پر ایمان کی بُرزور تاکید فرمائی ہے۔ کیونکہ یہ ہر دو عقائد فی الحقیقت مذہب کی جان ہیں۔

منجملہ ان پیرایوں کے جو قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے ثبوتِ قیامت کے لئے اختیار فرمائے ایک پیرایہ اربعہ متناسبہ کے اصول پر مبنی ہے۔ جس کا میں آج کے مضمون میں ذکر کرتا ہوں۔ یہ پیرایہ اتنا دلکش اور مدلّل و معقول ہے کہ کوئی ذی فہم انسان اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ مثلاً اگر کوئی شخص ہمیں قبل از وقت اطلاع دے کہ دیکھو ۳۰ر اپریل کو مُلک کے فلاں حصہ میں زبردست ژالہ باری ہوگی۔ جس سے فصلوں اور مویشیوں کا نقصان ہوگا۔ اور ۱۰ر مئی کو پشاور کے بازار قصہ خوانی میں خطرناک ہندو مسلم فساد ہوگا۔ اور ۱۵ر جون کو ایک تباہ کن زلزلہ آئے گا۔ اسی طرح کے چند اور واقعات ذکر کرنے کے بعد کہے کہ دیکھو میں تمہیں اِس امر کی بھی اطلاع دیتا ہوں کہ سب انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ اور ان کو ایک نئی زندگی ملے گی جو ابدی ہوگی۔ اس میں نیکوں کو اُن کے اعمالِ صالحہ کا اجر غیر ممنون عطا کیا جائے گا جو کبھی منقطع نہ ہوگا۔ اور بدوں کو اُن کے اعمالِ بد کی سزا ملیگی۔ کچھ عرصہ کے بعد اگر اُس شخص کی اکثر باتیں ہوبہو اُسی طرح پوری ہو جائیں جس طرح اس نے بیان کی تھیں تو ہمیں لازماً اُس کی اُن باتوں کو بھی تسلیم کرنا ہوگا جو حیات بعد الممات کے متعلق اُس نے ہمیں بتائی تھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِس اصول کے ماتحت اللہ تعالےٰ نے جو علیم و حکیم ہے قرآن شریف میں حیات بعد از ممات کا ذکر کرنے سے پہلے جا بجا بعض ان ترقیات و ایجادات کا ذکر فرمایا جو نزول قرآن مجید کے چودہ سو برس بعد ظہور پذیر ہونے والی تھیں۔ اور ساتھ ہی انسانوں کو توجہ دلائی کہ دیکھو جس طرح میری یہ خبریں جو دُنیاوی ترقیات و ایجادات کے متعلق تمہاری آنکھوں کے سامنے پُوری ہوں گی یقیناً اُسی طرح اُخروی زندگی کے متعلق بھی میرے وعدے ضرور پُورے ہوں گے۔ یعنی تم کو مرنے کے بعد ایک نئی زندگی عطا ہو گی جس میں نیکوں کو اُن کی نیکی کی جزاء اور بدوں کو بدی کی سزا دی جائے گی۔ پس چاہئے کہ اُس دن کے آنے سے پیشتر تم اپنی اصلاح کر لو۔ تاکہ ابدی زندگی کے وارث بنو۔

اِس امر کے ثبوت کے لئے مثال کے طور پر مَیں ناظرین کے سامنے سورۃ الذاریات کی چند ابتدائی آیات پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًاۙ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًاۙ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًاۙ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًاۙ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌۙ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌؕ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍۙ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَؕ

فرمایا۔ اے انسان مَیں بطور شہادت ان سواریوں کو پیش کرتا ہوں جو اُڑانیوالیاں ہیں زمین میں اُڑا کر۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ کیا چیز ہے۔ جو اپنی ذات میں اس قدر اہم ہے کہ ہمارے رب نے جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے اُس کو ہمارے سامنے بطور گواہ پیش کیا ہے۔ مفسرینِ سلف نے اپنے فہم کے مطابق جو تفسیر بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ ذٰرِیٰت سے مراد ہوائیں ہیں۔ اور حٰمِلٰت سے مراد وہ بادل ہیں جو ہوائیں اُٹھا کر لاتی ہیں۔ جٰرِیٰت سے مراد کشتیاں ہیں۔ مُقَسِّمٰت سے مراد ملائکہ ہیں۔ گویا بقول اُن کے اللہ تعالےٰ نے انسانوں کو مناظرِ قدرت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مگر الفاظِ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بطور وعدہ کے فرمایا ہے کہ مذکورہ بالا چیزیں کسی آئندہ زمانہ میں ظہور پذیر ہوں گی۔ کیونکہ ابتدائی چار آیات کے بعد معاً فرمایا اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ۔ کہ جن چیزوں کا وعدہ تم کو دیا گیا ہے اس میں ہم ضرور سچے ہیں یعنی دُنیادی ترقیات اور ایجادات اور اُخروی زندگی کے متعلق جو وعدے ہیں۔ اگر بقول مفسرین یہ تسلیم کیا جائے کہ ابتدائی آیات میں ہواؤں اور بادلوں اور کشتیوں اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملائکہ کا ذکر ہے۔ تو یہ چیزیں تو نزولِ قرآن کے وقت بھی دُنیا میں موجود تھیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا لفظ وعدہ استعمال فرما کر پھر اپنی صداقت پیش کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جو تفہیم اِن آیات کے متعلق مجھے دی ہے وہ یہ ہے کہ الذّٰریٰت سے مراد وہ دُخانی تیز رفتار سواریاں ہیں جو نزولِ قرآن مجید کے وقت تو دُنیا میں نہ تھیں مگر چودہ سو برس کے بعد دُنیا میں ظاہر ہونے والی تھیں جو آج ہمارے سامنے چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مختصر الفاظ میں ان سواریوں کی صفات و علامات کا ایسا مکمل نقشہ بیان کیا ہے۔ کہ انسان کو سوائے حیرانگی کے کوئی چارہ نہیں۔ اب میں ایک ایک آیت لے کر دکھاتا ہوں کہ کس طرح وہ تمام علامات اِن سواریوں پر چسپاں ہوتی ہیں۔ (۱) وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۙ یعنی وہ سواریاں جب حرکت میں آئیں گی تو وہ کسی چیز کو اُڑا کر زمین میں بکھیریں گی۔ ریل اور دُخانی جہاز جب چلنے کے لئے حرکت کرتے ہیں تو اُن کے فنل سے اِس قدر دُھواں نکلتا ہے کہ وہ پھیل کر اُس کے آگے اور پیچھے پہاڑ کی شکل اختیار کر لیتا ہے (۲) فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۙ یعنی وہ سواریاں بڑے بھاری بوجھ اُٹھانے والیاں ہیں۔ یہ علامت بھی بیّن طور پر ان سواریوں میں پائی جاتی ہے کہ لاکھوں ٹن سامانِ تجارت و حرب ایک مُلک سے دوسرے مُلک میں ان کے ذریعے بایا جاتا ہے۔ گویا ٹرانسپورٹ کا کام ان سے لیا جاتا ہے۔ (۳) فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۙ۔ فرمایا تیسری علامت اُن کی یہ ہوگی کہ وہ نہایت آسانی سے چلیں گی۔ ان میں سفر کرنا بڑا آسان ہوگا اور آرام دہ ہوگا۔ سفر کی سہولتیں ان سواریوں کے ذریعہ میسر ہوں گی اور کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ (۴) فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۙ چوتھی علامت ان سواریوں کی یہ ہوگی کہ اُن کا چلنا پھرنا ایک پروگرام کے ماتحت ہوگا۔ اُن کے چلنے کے اوقات اور ٹھہرنے کے اوقات حکم کے ماتحت تقسیم شدہ ہوں گے۔ اِن چار آیات کے بعد فرمایا کہ ہم اِن وعدوں میں ضرور سچے ہیں یعنی ضرور ایسا ہی ہوگا جس طرح کہ وعدہ کیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی توجہ دلائی کہ دیکھو میرا دوسرا وعدہ جو آخری زندگی کے متعلق ہے وہ بھی ضرور پُورا ہوگا۔ فرمایا اِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ۙ اے انسان دیکھ! جب میرے وہ وعدے جو دُنیاوی ترقیات و ایجادات کے متعلق ہیں پُورے ہوں تو یقین رکھ کہ میرے وہ وعدے جو حیات بعد از ممات کے متعلق ہیں ضرور پُورے ہوں گے۔

یہ امر ناظرین سے پوشیدہ نہیں کہ موجودہ یورپین قوموں کا عقیدہ آخرت کے متعلق کمزور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو چکا ہے۔ اکثر اُن کے نزدیک یہی دُنیاوی زندگی ہے۔ مرنے کے بعد نہ کوئی جزاء اور نہ کوئی سزا ہو گی۔ لطف کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وہ تمام ایجادات اور ترقیات جن کی بذریعہ قرآن مجید خبر دی تھی انہی لوگوں کے ذریعہ ان پیشگوئیوں کو پورا کیا۔ یعنی انہی لوگوں نے وہ سواریاں ایجاد کیں اور ترقیات کے انتہائی نقطہ تک عروج کیا۔ تاکہ ان پر اتمامِ حُجت ہو۔ اور اُن کو بتایا جا سکے کہ دیکھو تم لوگ جو مذہب اور یومِ آخرۃ کا انکار کرتے ہو یہ ٹھیک نہیں، یہ تمام ترقیات اور ایجادات جن پر تم کو ناز ہے آج سے قریباً چودہ سو برس قبل بذریعہ قرآن مجید اُن کی خبر دی جا چکی ہے۔ اور ساتھ ہی تمہارے اُن غلط عقائد کا جو اللہ تعالیٰ کی ذات اور یومِ آخرۃ کے متعلق ہیں ذکر کیا گیا ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر اور امور کا بھی ذکر کیا ہے جن کی دریافت پر تم فخر کرتے ہو۔ فرمایا میں تمہارے سامنے اس آسمان کو بطور شہادت پیش کرتا ہوں جس میں راستے ہیں۔ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝ اور تم لوگ اس میں اختلاف کرتے ہو یعنی تمہارے نظریئے ان راستوں کے متعلق مختلف ہیں۔ ان راستوں سے جو پھیرا جاتا ہے وہ پھیرا جاتا ہے اپنی جگہ سے۔

موجودہ علم نجوم اور ہیئت کے ماہرین کا خیال ہے کہ آسمان میں بے شمار ستارے اور سیارے ہیں۔ ہر ایک اپنے اپنے محور میں گھومتا ہے اور اس کا الگ راستہ ہے۔ اگر کوئی سیارہ ایک بال بھر بھی اپنے محور سے اِدھر اُدھر ہو تو فوراً تباہ ہو جاتا ہے۔ اُن کا یہ بھی خیال ہے کہ بعض اجرامِ سماوی یا تو بالکل تباہ ہو چکے ہیں یا بعض نے اپنی زندگی کھو دی ہے اور وہ بالکل تاریک ہو گئے ہیں۔ وہ اپنے محور سے اِدھر اُدھر ہو کر تباہی کا شکار ہو گئے ہیں۔ اللہ اللہ کس قدر عظیم الشان صداقت کا انکشاف بطور پیشگوئی آج سے چودہ سو برس پہلے ایک ایسے انسان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو اُمّی محض تھا۔ نہ خود اُس کو اور نہ ہی اُس کی قوم کو اجرامِ سماوی کے متعلق کچھ علم تھا۔

یاد رہے افک لغتِ عرب میں ہر اُس چیز کو کہتے ہیں جو اپنی حالت سے دُور چلی گئی ہو جس پر اُسے ہونا چاہیئے تھا۔ اس لئے جو شخص حق سے باطل کی طرف جُھکتا ہے اُس کے لئے بھی قرآن مجید نے یہ الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء انسان کو اِس امر کی طرف توجہ دلانا ہے کہ دیکھو جس طرح آسمان میں بے شمار سیّارے اور ستارے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے اپنے محور پر جب تک چکر لگاتے ہیں تو امن اور سلامتی سے اپنا کام کئے جاتے ہیں اگر وہ بال بھر بھی اِدھر سے اُدھر ہوں تو وہ تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ اِسی طرح آسمانِ روحانیت میں بھی جو شخص صراطِ مستقیم پر چلتا ہے وہ امن و سلامتی کے ساتھ منزلِ مقصود تک پہنچتا ہے۔ مگر جو شخص ذرا بھی بوجہ ہوا و ہوس اِس صراطِ مستقیم سے بال بھر بھی اِدھر اُدھر ہو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ پس چاہیئے کہ انسان اجرامِ سماوی کے مطابق صراطِ مستقیم پر گامزن رہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وارث ہو اور تباہی اور ہلاکت کے گڑھے میں نہ گرے۔

میرا یقین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو خرِ دجال کے متعلق پیشگوئی فرمائی ہے وہ مذکورہ بالا آیات کے نزول کے بعد ہی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن سواریوں کا ذکر قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے وہ سواریاں معلوم ہوتا ہے کہ بذریعہ کشف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دکھائی گئی ہوں گی۔ کیونکہ جو علامات احادیث میں خرِ دجال کے متعلق آنحضرتؐ نے بیان فرمائی ہیں وہ اکثر ان علامات سے ملتی جلتی ہیں جن کا ذکر آخری زمانہ کی سواریوں کے متعلق قرآن مجید نے کیا ہے۔ مثلاً قرآن مجید نے ان دُخانی سواریوں کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ بڑی تیز رفتار ہوں گی۔ اور بڑے بھاری بوجھ اُٹھانے والیاں ہوں گی۔ اور کوئی چیز بکھیرنے والیاں ہوں گی۔ اُن کے چلنے کے اوقات تقسیم شدہ ہوں گے۔ یہی علامات احادیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خرِ دجال کے متعلق بیان کی ہیں۔ اس کے آگے اور پیچھے پہاڑ کی مانند دُھواں ہوگا۔ فرمایا امامہ جبل دخان و خلفہ جبل دخان۔ نیز فرمایا کہ دجال بادل کی طرح تیز چلے گا۔ دن کو بھی سفر کرے گا رات کو بھی سفر کرے گا وغیرہ وغیرہ۔

مجھے ایک دوست نے کہا کہ اگر یہ سچ ہے کہ قرآن شریف میں آئندہ زمانہ کی ترقیات و ایجادات کا ذکر ہے تو کیوں مسلمان ان ترقیات کے وارث نہ ہوئے اور کیوں ان ایجادات کے مُوجد نہ بنے۔ مجھے اُن کے اِس سوال پر بڑا تعجب ہوُا۔ کیونکہ یہ سوال اتنا دقیق نہ تھا۔ اگر وہ قرآن مجید پر خود غور کرتے تو اُن کی تسلّی ہو جاتی۔ کیونکہ جہاں اللہ تعالیٰ نے زمانہ آئندہ کی ترقیات اور بعض ایجادات کا ذکر کیا ہے وہاں اِس بات کی بھی تصریح کر دی ہے کہ اِن ترقیات اور ایجادات کے مُوجد وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی ہستی اور یومِ قیامت کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منکر ہوں گے۔ اور بعض اُن میں سے حضرت عیسیٰؑ کو خدا ماننے والے ہوں گے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ جو آدمی سورۃ کہف کی ابتدائی دس آیات اور آخری دس آیات تلاوت کرتا رہے گا وہ فتنۂ دجّال سے محفوظ رہے گا۔ چنانچہ سورۃ کہف کی آخری دس آیات میں ایک ایسی قوم کا ذکر ہے جو آخرت کی منکر ہوگی۔ ساری جدّوجہد اُن کی دُنیاوی زندگی کے لئے ہوگی۔ اور وہ بڑی صنّاع ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ یعنی تو کہدے ہم خبر دیں تم کو اس سے زیادہ خسارہ پانے والوں کی بلحاظ عمل کے یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری جدوجہد دُنیاوی زندگی کے آرام و آسائش کے لئے ہے۔ اور اُن کی وہ ساری جدوجہد اکارت جائیگی۔ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ دُنیا میں وہ بہترین مُوجد یعنی کاریگر ہیں۔ سُبحان اللہ کس صفائی سے اللہ تعالیٰ نے اُن کا نقشہ کھینچکر پہلے ہی بتادیا ہے۔

دوسری سورۃ جس میں موجودہ زمانہ کی بعض ایجادات کا ذکر ہے وہ سورۃ العادیات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝ فَأَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝ وَإِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝ وَإِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝ قرآن مجید چونکہ ذوالمعارف ہے۔ اس کے حقائق و معارف بحر ناپیداکنار کی طرح ہیں مفسّرینِ سلف نے بتایا ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے اُن جنگی گھوڑوں کو بطور شہادت پیش کیا ہے۔ بوقتِ جنگ جن کے دوڑنے سے اُن کے سینوں سے آواز نکلتی ہے اور سُموں سے بوقتِ ٹھوکر آگ۔ پھر وہ دشمن کی فوج پر بوقتِ صبح حملہ کرتے ہیں۔ اور پھر بوقتِ جنگ اُن کے دوڑنے سے گرد و غبار اُڑتی ہے۔ پھر وہ بوقتِ حملہ دشمن کے لشکر سے گتھم گتھا ہوتے ہیں۔ ابتدائی زمانہ میں جبکہ یہ موجودہ زمانہ کی سواریاں نہ تھیں کسی حد تک یہ معنے صحیح تھے۔ مگر مفسّرینِ سلف (اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے) کو کیا خبر تھی کہ آئندہ زمانہ میں ایسی خطرناک سواریاں ظاہر ہونیوالی ہیں جنکے چلتے وقت اتنی تیز و تند آواز نکلیگی کہ الحفیظ والامان۔ پھر وہ اسقدر آگ برسائینگی کہ دُشمن کو اُنکے سامنے ٹھہرنے کی مجال نہ ہوگی۔ پھر اُنکے چلنے سے اسقدر گرد و غبار اُڑیگی کہ آسمان تک پھیل جائیگی۔ پھر خطرناک طور پر اُسکے ذریعہ دشمن پر حملہ کیا جائے گا۔ اللہ اللہ کس صفائی سے بذریعہ قرآن مجید ہمیں موجودہ جنگ میں جو ٹینک اور آرمرڈ کاریں استعمال کی گئی ہیں اُنکی چودہ سو برس پہلے خبر دی گئی۔ جن لوگوں کو میدانِ جنگ میں جانیکا موقع ملا ہے اور انہوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میدانِ کارزار کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کیا ہے وہ شہادت دے سکتے ہیں کہ آرمرڈ کاروں اور ٹینکوں سے چلتے وقت کس قدر شور برپا ہوتا ہے۔ کیسے خطرناک آگ کے شعلے اُن سے نکلتے ہیں۔ گھوڑوں کے سُموں سے جو آگ نکلتی ہے وہ رات کیوقت نظر آتی ہے وہ بھی اُس وقت اگر گھوڑے کو چلتے چلتے ٹھوکر لگے۔ ورنہ رات کو بھی آگ نکلتی دکھائی نہیں دیتی۔ دن کو تو وہ آگ نظر ہی نہیں آتی مگر اللہ تعالےٰ کا یہ فرمانا کہ وہ آگ نکالتی ہیں اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ جب دشمن پر حملہ کرتی ہیں تو آگ نکالتی ہیں خواہ حملہ رات کو ہو یا بوقت صبح۔ بہرحال آیات مذکورہ بالا میں جو علامات بیان کی گئی ہیں وہ روزِ روشن کی طرح آرمرڈ کاروں اور ٹینکوں میں پائی جاتی ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اے انسان! ہم نے تم کو اِس قدر علم و عقل دیا کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ مگر تُو بڑا ناشکرا ہے۔ تُو نے اِن ایجادوں سے اپنے بھائیوں کو تباہی کے گھاٹ اتارنے میں کوئی کمی نہ کی اور اُن کو تباہ کرنے کے عذرات بالکل جھوٹے ہیں۔ اصل وجہ حرص و لالچ ہے۔ کیونکہ تیرا نفس اِس پر خود گواہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے نفسِ انسانی کو بصیرت عطا فرمائی ہے وہ غیروں کو تو دھوکا دے سکتا ہے مگر اپنے آپ کو دھوکا نہیں دے سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ۔ درحقیقت تیرا اپنے بھائیوں کو تباہی کے گھاٹ اتارنے سے یہ مدعا ہے کہ تُو اِن کے اموال پر قابض ہو۔ کیونکہ تجھ کو مال سے شدید محبت ہے اور تو اس قدر بخیل واقعہ ہوُا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ اگر بنظرِ غور موجودہ لڑائیوں پر غور کیا جائے تو اصل باعث اِن لڑائیوں کا سوائے حرص و ہوا کے اور کچھ نہیں۔ جنگجو قومیں ایک دوسرے سے بڑھ کر مال کے جمع کرنے اور ممالک پر قبضہ کرنے کی فکر میں لگی ہوئی ہیں۔ دوسری قوموں کو صرف اس لئے تباہی کے گڑھے میں دھکیلنے کی کوشش کر رہی ہیں کہ کہیں غیر قومیں ہم سے بڑھکر تجارت میں، صنعت و حرفت میں ترقی کر کے آگے نہ نکل جائیں۔ اور دُنیا کی تجارتی منڈیوں پر قبضہ نہ کر لیں۔ پھر فرمایا کہ اے ناشکرے انسان! تو بوجہ مال کی حرص کے ایک دن خطرناک جنگ میں اقدام کرے گا اور اُن سواریوں سے کام لے گا جو خوب سرپٹ دوڑنے والی اور آگ برسانے والی اور گرد و غبار اُڑانے والی ہوں گی۔ مگر یاد رکھ کہ تیرے اِن اعمال کی تجھے ضرور سزا دی جائے گی۔ فرمایا اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ۔ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ۔ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ۔ یعنی اے انسان! تو نہیں جانتا کہ جب تُو قبروں سے اُٹھایا جائے گا۔ اور جو تیرے سینہ میں ہے وہ ظاہر کیا جائے گا۔ کیونکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیرا رب اس دن سے خوب باخبر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب تم دُنیا میں عروج حاصل کرو گے تب خطرناک طور پر دُنیا میں کشت و خون کا بازار گرم کرو گے اور لوگوں کے سامنے ایک دوسرے کے مظالم بیان کر کے اپنا حق بجانب ہونا ثابت کرو گے۔ مگر اللہ تعالےٰ تمہارے سینوں کی چھپی ہوئی باتیں ظاہر کرے گا۔ اور تمہیں تمہارے اعمالِ بد کی سزا دے گا اور تمہاری خود غرضی اور مال کی محبت جو تمہارے سینوں میں چھپی ہوئی ہے ظاہر کر دے گا۔ کیونکہ وہ علیم و خبیر ہے اور اُس کو خوب علم ہے کہ یہ ایجادات اور جنگیں کس غرض سے ہیں۔

جن ترقیات اور ایجادات کا مَیں نے ذکر کیا ہے ان کے علاوہ قرآن مجید میں بعض موجودہ زمانہ کی بہترین ایجادوں کا ذکر کیا ہے مثلاً الٹے بے تار برقی کا بھی قرآن مجید میں ذکر ہے جس کا ثبوت محترمی شیخ عبد القادر صاحب نے اپنے مضامین مندرجہ اخبار الفضل و ریویو وغیرہ میں مفصّل کیا ہے۔

الغرض موجودہ زمانہ کی بعض ایجادات کا قرآن مجید نے اِس صفائی سے ذکر کیا ہے اور ایسی تفصیلات بیان کی ہیں کہ یُوں معلوم ہوتا ہے کہ عصرِ حاضر کے بہترین موجدوں نے ان کا اچھی طرح مطالعہ کر کے ان سب مراحل کا ذکر کیا ہے لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئیاں آج سے قریباً چودہ سو برس قبل ایک اُمّی بادیہ نشین (نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہونے والے کلامِ پاک میں موجود ہیں تو اِس اعجاز کے سامنے زبان گنگ ہو جاتی ہے۔ اور نطق بے ساختہ اور دل سے بے اختیار اِس مخبرِ صادق کیلئے دُرود و سلام نکلتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مُسلِم نُمَا یہُود کیلئے مثیلِ مسیحؑ کا ظہور

(از مولوی دوست محمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ قادیان)

(۱)

خدائے علیم و خبیر نے اپنے مقدس کلام فرقانِ حمید میں سرورِ کائنات فخرِ موجوداتؐ کو مثیلِ موسیٰؑ قرار دے کر (مزمل ع۱) اِس طرف لطیف اشارہ فرمایا ہے کہ نہ صرف سید الکونینؐ کی ذات مجمع جمیع کمالات ہی مشابہتِ تامہ کے رنگ میں حضرت موسیٰؑ کے حالات و واقعات کی زندہ تصویر ہے بلکہ خود حضور باجودؐ کی اُمّت خیر اُمم کے لئے بھی آئندہ زمانہ میں بنی اسرائیل کے پیش آمدہ متفرق ادوار سے حصہ پانا ازل سے مقدر ہو چکا ہے۔ اور چونکہ یہ لرزہ بر اندام کر دینے والا پیغام اپنی اہمیت کے لحاظ سے ایک ہیبتناک انقلابِ عظیم پر مشتمل تھا اس وجہ سے حکم خداوندی کے مطابق فرزندانِ آدمؑ کی طرف نازل ہونے والے آخری پُرشوکت کلام کے ابتداء میں ہی غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ کے نہایت ہی مختصر مگر شانِ جامعیت کے لحاظ سے بحرِ ذخار ناپیدا کنار کی مانند لامحدود و بے پایاں وسعت رکھنے والے الفاظ کے ذریعہ مدعیانِ اسلام کو متوجہ کرتے ہوئے ہمیشہ کے لئے بیدار کر دیا گیا تا آئندہ نسلیں اس آنے والے خطرناک فتنہ سے کسی دم یک لحظ بھی غافل نہ رہ سکیں۔ چنانچہ اسی نکتہ کی بناء پر حضرت شہ لولاکؐ نے امتِ مرحومہ کو جہاں دیگر ہزارہا اخبار سے مطلع فرمایا وہاں ایک پیشگوئی بایں الفاظ فرمائی:۔

"لیاتین علیٰ اُمّتیْ مَا اَتیٰ علیٰ بنی اسرائیل حذو النّعل بالنّعل (مشکوٰۃ)

ترجمہ۔ ضرور بالضرور میری اُمت پر ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہے جس میں وہ بنی اسرائیل کے ہو بہو نقشِ قدم پر چلیگی۔

خدائے پاک کے اس محبوب حقیقی کی یہ عظیم الشان پیشگوئی جس طرح حیرت انگیز طور پر تفصیلی شکل میں منصۂ شہود پر جلوہ آراء ہوئی وہ بذاتہٖ فی الحقیقت انتہائی تعجب انگیز معجزہ ہے اور اسلام کی صداقت پر زبردست زندہ نشان۔ پھر طرفہ یہ کہ موجودہ نام نہاد مسلمان بھی اس حقیقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا مسلسل کھلے بندوں اعتراف کرنے پر مجبور نظر آتے ہیں۔ اس امر کے قطعی اور یقینی ثبوت کے لئے ذیل میں چند ضروری اقتباسات اور ملتقطات ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں:۔

۱۔ "بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کی کوئی انتہاء نہیں، صرف خدا ہی کی قوت اور زبردست طاقت تھی جس نے ان نافرمانوں کو معقولیت سے سزا دی ...... اس میں ذرا شک نہیں کہ آجکل مسلمانوں کی نافرمانیاں بھی بنی اسرائیل کی نافرمانیوں سے بڑھ گئی ہیں۔"
(مشرق۔ جون ۱۹۲۹ء)

۲۔ "یہود نے توریت میں تحریف کی ...... آجکل بُرے علماء کا بعینہٖ یہی حال ہے۔"
(حاشیہ قرآن مجید مترجم شاہ رفیع الدین صاحب صفحہ ۱)

۳۔ "فتح البیان میں لکھا ہے کہ ان کا (یہود کا) یہ مقولہ تھا کہ ہمارے باپ دادے پیغمبر تھے ہم کو بخشوا لیں گے ...... جس طرح آجکل اس امت کے جاہل مرید بھی اعتقاد اپنے پیرو مُرشد کے حق میں رکھتے ہیں۔" (موضح القرآن صفحہ ۸۵)

۴۔ "بنی اسرائیل میں اس قدر تو معلوم ہوتا ہے کہ حیلہ سازی کا مرض عام طور پر سرایت کر گیا تھا لیکن جب بعض مسلمان فقہاء متاخرین کی مساعی کی طرف نظر اُٹھتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان خدا کے بندوں نے تو اس چیز کو ایک باقاعدہ فن یا سائنس بنا دیا ہے۔" (تفسیر سورۂ فاتحہ محی الدین احمد بی۔ اے صفحہ ۲۶۶)

۵۔ "انبیاءِ کرام کی فہرست میں شاذ ہی کوئی نبی ایسا نکل سکے جس پر یہود بے بہودہ نے الزام نہ لگائے ہوں ...... مفسرین بھی یہود کے سحر سے نہ بچ سکے اور آنکھیں بند کر کے ان سب الزامات کو اپنی کتابوں میں درج کر گئے بلکہ جو کمی کہ خاتم النبیین علیہ التحیۃ والصلوٰۃ پر الزام لگانے کی رہ گئی تھی انہوں نے نہایت بے باکی کے ساتھ اس کو پورا کر دیا۔" (ایضاً صفحہ ۲۷)

۶۔ "بدنصیبی سے جو حال یہود کا آج سے تیرہ سو سال قبل تھا تقریباً وہی آج مسلمانوں کا ہے۔ عوام کالانعام کا ذکر ہی کیا ہے خود مقتدائے قوم کا طبقہ بھی فقہ اور فروعی تنازعات پر مٹا ہوا ہے۔" (تفسیر القرآن جلد ۱ صفحہ ۱۱۴)

۷۔ جو حال کبھی یہود کا تھا وہی مسلمانوں کا ہے جیسے ان میں پابند شریعت قلیل تھے ...... اسی طرح مسلمانوں میں بھی وہ نیک بندے خال خال ہی ہوں گے جو شریعت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے پابند ہوں۔ ہاں اِس تشابہ میں اتنا فرق اور بھی ہے کہ یہود اعراض عن الشریعت کے پابند ہوئے لیکن پھر وہ بہت سے شریعت کے احکام پر عود کر آئے ... مسلمانوں نے ایسا اعراض کیا ہے کہ توجہ و عود کا نام ہی نہیں لیتے۔" (ایضاً ص۱۸۸)

۸۔ "آج مسلمانان در گور مسلمانی در کتاب والی مثل ہم پر صادق آرہی ہے۔ اسلامی لٹریچر سے نابلد ہونے کے باعث ہماری حالت رفتہ رفتہ یہود اور بنی اسرائیل کی سی ہو رہی ہے۔" (وکیل ۱۶؍اپریل ۱۹۲۱ء)

۹۔ "تم نے آج تک یہودیت کی راہ اختیار کی اور اسی پر چلے اور اسی سے ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ کے عذاب میں مبتلا ہو گئے۔"

(زمیندار ۲۱؍جولائی ۱۹۲۱ء)

۱۰۔ "بعثتِ آخر الزّمان کے عیسائیوں اور یہودیوں میں جو فرقہ بندی تھی اُن کی تاریخ اٹھا کر پڑھو اور پھر آجکل کے علمائے اسلام کا اُن سے مقابلہ کرو تو صاف طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ آج بہت سے علمائے اسلام کی جو حالت ہے وہ فوٹو ہے اُس زمانہ کے علمائے یہود و نصاریٰ کا۔" (البشیر۔اٹاوہ۔ستمبر ۱۹۲۵ء)

۱۱۔ "تم کہلاتے تو میری اُمت ہو مگر کام یہودیوں بُت پرستوں کے کرتے ہو۔"

(زمیندار ۱۰؍ستمبر ۱۹۲۵ء)

۱۲۔ "مسلمانوں نے خدا کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی اور مسلمانوں کی اجتماعی قوتیں تباہ ہو گئیں۔ اب یہ نوبت پہنچی ہے کہ روئے زمین پر یہودیوں سے زیادہ قعرِ مذلّت میں ہیں۔" (زمیندار ۱۵؍اپریل ۱۹۲۶ء)

۱۳۔ "مسلمانوں نے پہلے انفرادی زندگی میں یہود و نصاریٰ کی اتباع کی اور اب اجتماعی زندگی میں کرنے لگے۔" (وکیل ۱۵؍جنوری ۱۹۲۷ء)

۱۴۔ "تنزیلِ قرآن کے وقت تو یہود کی یہ حالت تھی لیکن آج ہم اُن کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔" (تفسیر القرآن از مولوی ثناء اللہ خاں صاحب ایڈیٹر وطن ص۱۸۱)

۱۵۔ "مسلمانو!! سوچو کیا آج تمہارا وہی حال نہیں جو رسول اللہ کے وقت میں اہل کتاب اور مشرکینِ عرب کا تھا۔

(ایضاً ص۲۵۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۶- "کل بِلا اسلام مجھ سے پھر لگا کہنے کہ میں
چل پڑا ہوں ہند سے فاللہ خیر حافظاً
چاہنے والے میرے مجھ کو نظر آتے نہیں
تم نے میرا نام لے کر مجھے رسوا کیا
تیرے اس اسلام کو ہے دور سے میرا سلام
تو مسلماں ہے کہ شرماتی ہے اب تجھ سے حیا
شکل ہے مثلِ نصاریٰ اور عمل مثلِ یہود
اس پہ دعویٰ ہے محمدؐ پر ہوں میں ہر دم فدا
(اہلحدیث ۳۰ر جون ۱۹۳۹ء)

بہت ممکن ہے کہ اس موقعہ پر کوئی صاحب یہ رائے بھی رکھتے ہوں کہ متذکرہ بالا تحریرات غیر معتبر ہونے کے باعث قابلِ تسلیم نہیں ہیں لیکن چونکہ ہم اس امر کو بکلی قلع قمع کئے بغیر نہیں چھوڑنا چاہتے اور نہ ہی ہمیں اپنے معزز قارئین کو زیادہ دیر تک منتظر رکھنا منظور ہے اس لئے اب ہم یہی بیان ایسے اصحاب کے خود اپنے مشہور و معروف بزرگانِ ملت ہی کے قلم گلکار رقم کے ذریعہ سناتے ہیں۔

۱- حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی:-

"لتتبعن سنن من کان قبلکم شبراً بشبرٍ۔ الخ۔ اخرجه البخاری نقد راینا رجالاً من ضعیفی المسلمین لیتخذون الاحبار والرھبان من دون اللہ ویجعلون قبورھم مساجد ویحجون الی قبورھم وآثارھم واتلا بھم کما کان الیھود والنصاریٰ یفعلون ذٰلک ۔ الخ" (البدور البازغہ صفحہ ۱۲۵)

ترجمہ:- ضرور تم (مسلمانو) گذشتہ اقوام کی ہو بہو پیروی کرو گے۔ اسکو امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں درج فرمایا ہے۔ اور ہمنے دیکھا ہے کہ کمزور ایمان والے مسلمان اپنے احبار اور رہبان کو اللہ تعالیٰ کے سوا پوج رہے ہیں اور انکی قبروں پر سجدے بعینہٖ اسی طرح جس طرح یہود و نصاریٰ اپنے احبار و رہبان کی پرستش کرتے تھے۔

۲- جناب خواجہ الطاف حسین صاحب حالی:-

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر
کوئی ہم پہ مبعوث ہوتا پیمبر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو ہے جیسے مذکور قرآں کے اندر
ضلالت یہود اور نصاریٰ کی آکر
یونہی جو کتاب اس پیمبر پہ آتی
وہ گمراہیاں سب ہماری بتاتی
(مسدس حالی)

۳۔ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم :-
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
(جواب شکوہ)

"نزول مسیح اور آمد مہدی کا عقیدہ یہودیوں مجوسیوں اور نصرانیوں کا خیال ہے۔ جاہل مولویوں نے اِن عقائد کو اغیار سے لے کر عام کر دیا جس کی وجہ سے اسلام میں فتنے پیدا ہو چکے اور ہو رہے ہیں۔" (سیاست ۱۴ر مئی ۱۹۳۵ء)

۴۔جناب نواب صدیق حسن خاں صاحب آف بھوپال۔ حدیث لتتبعن سنن من کان قبلکم درج کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں :-

"وامروز مصداق اتم ایں خبر در اسلافیاں موجود و مشہور است۔" (حجج الکرامہ صفحہ ۲۷۱)

"پھر حضرت نے مرض موت میں فرمایا لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد۔ الخ معلوم ہوا کہ یہ کام لعنت ہے ونعوذ باللہ منہ۔ اب یہی کام بلکہ اس سے ہزار چند زیادہ اسی امتِ اسلام کے جُہال و عوام اور بعض پیرزادے اور پیر پرست اور گور پرست کرنے لگے۔" (دعوۃ الداع الیٰ ایثار الاتباع علی الابتداع صٹ)

"یہ تقلید یہود و نصاریٰ کی راہ تھی۔ اِس اُمت کے جھوٹے مسلمان بھی اب یہی کام کرتے ہیں۔" (ایضاً صفحہ ۹)

"اسی طرح ایک مدت سے اُن کا طریقہ اِس اُمت نے بھی اختیار کر لیا ہے۔ یہ معجزہ ہے رسول اللہ صلعم کا جیسا کہ فرمایا تھا ایسا ہی ہوُا یعنی ارشاد کیا تھا کہ اگلی امتوں کی چال پر چلوگے۔ شبر بشبر ذراع بذراع۔ سو اصل تقلید طریقہ یہود کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے بلکہ اس امت آخر میں یہ تقلید ایسی گھسی ہے کہ زمانہ مہدی و عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے دُور ہونا اِس کا محال نظر آتا ہے۔" (ترجمان القرآن بلطائف البیان صـ۳۱)

"یہ خصلت یہود کی اِس زمانہ آخر میں درمیان اِس اُمت کے بھی پھیل گئی ہے۔"

(ایضاً صـ۱۹۱ جلد اوّل)

"دوسری حدیث صحیح میں یہ خبریں دی ہیں کہ تم اگلی اُمتوں کی پیروی ذرا ذرا سی بات میں کروگے۔ جو اختلاف اہل کتاب میں تھا اب اِس پچھلی امت میں آگھسا۔ اتابتہ اب جو گت اُن کی ہوئی وہی گت اِن کی بھی ہوتی نظر آتی ہے۔" (ایضاً صـ۲۵۱)

"غرضیکہ وہ ارشاد حضرت کا برابر اُترا کہ جو کام اہلِ کتاب نے کیا تھا وہی کام اِس اُمت کے لوگ بھی ذرا ذرا کریں گے۔ چنانچہ فی الحال ایسا ہی ہو رہا ہے۔"

(ایضاً صـ۴۱۶)

"چنانچہ اسی قسم کا خلاف و نزاع ایام گذشتہ میں یہود و نصاریٰ وغیرہ قوموں میں ہوا اور آج تک قائم ہے اور نہ صرف یہود و نصاریٰ میں بلکہ مسلمانوں میں بھی یہی ہوا ہے۔" (ایضاً صـ۵۳۹)

"پھر خود حضرت نے خبر دی کہ جو کام اہل کتاب نے کیا ہے وہ تم بھی کروگے شبراً بشبرٍ ذراع بذراع۔ اب اِس اُمت کا حال بوجہ زوال سلطنت و دولت و غربت و مسکنت اسلام ویسا ہی ہو گیا ہے جیسا حال یہود و نصاریٰ کا تھا۔" (ایضاً صـ۹۲۳)

۵۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری:۔

"نام کے بنی اسرائیل تو آنکھوں سے اوجھل ہو گئے اور صفحۂ دُنیا سے نام غلط کی طرح مٹ گئے۔ مگر آہ کام کے بنی اسرائیل اب بھی موجود و ترقی پذیر ہیں۔ ہم نے سجادہ نشینی کا فخر حاصل کیا اور عنانِ اسرائیلی ہاتھ میں لے لی اور اپنا گھوڑا گھوڑ دوڑ میں بنی اسرائیل سے بھی آگے بڑھا دیا۔ ....

...... صادق اور مصدوق ابی و اُمی رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے آج سے ساڑھے تیرہ سو برس قبل ہماری اِس شہ سواری اور گوئے سبقت کی پیش بری اِن الفاظ میں فرمائی تھی کہ یقیناً میری امت کے لوگ ہو بہو بنی اسرائیل کی طرح افعالِ بد میں منہمک ہوں گے۔" الخ (اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"قرآن مجید میں یہودیوں کی مذمت کی گئی ہے کہ کچھ حصہ کتاب کو مانتے ہیں۔ افسوس کہ آج ہم اہلحدیثوں میں یہ عیب بالخصوص پایا جاتا ہے۔" (اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء)

"جو آیت یہودیوں کے حق میں تھی تَحۡسَبُهُمۡ جَمِيۡعًا وَّقُلُوۡبُهُمۡ شَتّٰى وہی ہمارے حق میں ہے۔" (اہلحدیث ۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء)

۶۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اہلحدیث:۔

"اور طرفہ تر یہ کہ اس تکفیر کے لئے چند مفتریات و بہتانات قائم کر کے فتوئے تکفیر لیتے پھرتے ہیں۔ اِس فعل میں انہوں نے یہودیوں کے بھی کان کاٹے اور بدقسمتی سے اتنا نہ سوچا کہ اِس زمانۂ تحقیق و آزادی میں ان کالے کالے کفر کے فتووں سے کون ڈرتا ہے۔ ایک جانب سے کفر کا فتویٰ سنگل لگایا جائے گا تو دوسری جانب سے ڈبل فتوے جڑ دیا جائے گا۔" (اشاعۃ السنہ جلد۔ بعنوان "اہلحدیث کی نااتفاقی")

۷۔ جناب مولوی آزاد سبحانی صاحب پرنسپل مدرسہ الٰہیات کانپور ۱۹۱۲ء

میں ایک موقعہ پر فرمایا:۔

"صاف صاف سنیئے ہماری موجودہ حالت عملاً مسیح کے یہودیوں کی سی ہوگئی ہے۔" (بحوالہ فاروق ۷ فروری ۱۹۳۳ء)

۸۔ سر سید احمد خاں صاحب مرحوم:۔

"اور ٹھیک ٹھیک وہی حال ہے جو علماء یہود کا تھا۔ جو دن رات ظاہری رسوماتِ مذہبی میں مبتلا تھے۔" (تہذیب الاخلاق جلد ۲ صفحہ ۴۸)

"اگر آج خدا کی توحید کا سبق دینے والا اور دنیا میں وحدت و یگانگی پھیلانے والا تھوڑی ہی دیر کے لئے ہمارے ہاں آوے اور اپنی اُمت کا حال دیکھے تو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری اور سارے عالم کی جان ہے کہ وہ مشکل سے پہچانے گا کہ یہ اُس کی وہی اُمت ہے جس کو اُس نے توحید کا سبق سکھایا تھا.... کیا فرق ہو گا ان یہود اور نصاریٰ میں جو اپنے احبار اور ربیوں کو خطا سے پاک اور غلطی سے محفوظ سمجھتے ہیں۔" (تہذیب الاخلاق جلد اول صفحہ ۳۴۲)

۹۔ علامہ عبد العزیز پروفیسر عربک اکسفورڈ یونیورسٹی لنڈن:۔

"آجکل ہمارے مسلمان بھائیوں نے ضعیف الاعتقادی اور وہم پرستی میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان سابق اقوام (یہود و نصاریٰ) کا درجہ لے لیا ہے۔" (دینِ فطرت)

۱۰-جناب نواب محسن الملک مہدی علی خاں صاحب :-

"ان قوموں میں سے جو گذشتہ زمانہ میں ترقی کے بعد تباہ ہوگئیں مشہور قومیں ایرانی، یونانی، رومی، عصری اور یہودی ہیں۔ چونکہ بنی اسرائیل کی حالت ہم سے بہت مشابہ ہے اس لئے میں صرف اس قوم کی اوّل مختصر کیفیت بیان کرتا ہوں۔"

(مسلمانوں کی ترقی اور اُن کے تنزل کے اسباب صد ۳)

۱۱-جناب سید عبدالحی صاحب :-

"جس طرح حدیث میں بھی اس کی خبر آچکی ہے کہ تم پیروی کروگے اگلی اُمتوں کی بالشت بالشت ہاتھ ہاتھ بھر کام میں۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو ماجرا بنی اسرائیل پر گذرا وہی میری اُمت پر گذرے گا۔ جیسے دو جوتے برابری میں)۔ کہ اگر ان میں کسی نے اپنی ماں سے حرام کیا ہوگا کھلم کھلا تو اس اُمت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو یہ کام کریں گے۔ ..... ہم نے تو سُنا تم نے دیکھا ہوگا کہ اکثر رؤسا و اُمراء نے مدخولۂ آباء کو اپنے تصرف میں لے لیا ہے بلکہ بعض نے زنانِ ابناء میں بھی تصرف کیا۔"

(حدیث الغاشیہ صلا)

۱۲-جناب مولانا ابوالکلام آزاد :-

"یہودیوں کی مغضوبیت، نصاریٰ کی ضلالت ..... تفرق و تمذہب مثل یہود اور غلو مثل نصاریٰ ..... ان میں سے کوئی نحوست اور بلا کی ایسی نہیں ہے جو مسلمانوں پر نہ چھا چکی ہو اور کوئی گمراہی نہیں جو اپنے کامل سے کامل اور شدید سے شدید درجہ تک اس اُمت میں بھی نہ پھیل چکی ہو۔ اہلِ کتاب نے گمراہی کے جتنے قدم اٹھائے تھے گن گن کر مسلمانوں نے بھی وہ سب رکھا حتّٰی کہ لو دخلوا جحر ضب لدخلتمو ہ کا وقت گذر چکا اور آج ہم اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔" (تذکرہ صد ۲۶۴)

"فواللّٰہ فھم اتبعوا سنن من کان قبلکم وسلکوا سبیلھم حذو القذوۃ بالقذوۃ والنعل بالنعل۔" (تذکرہ صد ۲۷)

"یہی وہ کتمانِ حق یعنی حق کو دانستہ چھپانے کی لعنت ہے جو علمائے یہود پر چھا گئی تھی اور منجملہ اسبابِ مغضوبیت یہود ہوئی منھم یکتمون الحق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ - اور افسوس کہ یہی حال شبراً بشبر ذراعٍ بذراعٍ اس اُمّت کے علماءِ سوء کا بھی ہوا۔" (تذکرہ صفحہ ۵۰)

۱۳- خان بہادر شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب :-

"ایک حدیث ایسی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ تم پچھلی اُمتوں کی تمام ادائیں پُوری کر کے رہو گے شبراً بشبرٍ وذراعاً بذراعٍ۔ پچھلی اُمتوں سے مراد یہی یہود ونصاریٰ ہیں۔ سو یہود کا حال تو ناگفتہ بہ ہے۔ الفاظ وعبارت کی تو میں کہتا نہیں انہوں نے عملاً توریت کو منسوخ کر دیا تھا جو تحریف کا بدترین سے بدتر پیرایہ ہے...
..... یہود ونصاریٰ کا وہی شیوہ مسلمانوں نے اختیار کیا ہے اور زمانہ اس حدیث کی پیشگوئی کی تصدیق کر رہا ہے۔" (اجلاس محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس صفحہ ۱۴ و ۱۵)

"کیا فرق کیا جا سکتا ہے ہم مسلمانوں میں اور یہود ونصاریٰ میں۔" (ایضاً صفحہ ۱۵)

"سخت افسوس کی بات ہے کہ پیغمبر صاحبؐ کی وفات کے بعد ہی ایسے نا ملائم اتفاقات پیش آئے..... وہ ایسی نالائق حرکت مسلمانوں سے ہوئی ہے کہ اگر سچ پوچھو تو دنیا میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔ ہم کو تو اس واقعہ کا خیال کر کے وہ یہود کا فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْبِيَاءَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ یاد آجاتا ہے۔" (رویائے صادقہ صفحہ ۱۸۴)

"پیغمبر صاحبؐ سچ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمانو تم چپے چپے اہل کتاب کے قدم بقدم چل کر رہو گے سو ہو رہا ہے۔" (ایضاً صفحہ ۱۸۶)

"مگر چونکہ انکار کرتے بن نہیں پڑتا حکم کو مانتے ہیں لیکن وہی یہود کا سامانا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا تو پھر یہ نفاق اور ریا نہیں تو کیا ہے۔ اور اگر نفاق اور ریا بھی خدا کے ساتھ اگر اس کا نام ریفارم اور اصلاح ہے تو ہم بے اصلاح ہی بھلے۔" (ایضاً صفحہ ۲۰)

"غرض انسانی اصلاح کے اعتبار سے اسلام کو دوسرے مذہبی پر کچھ ایسی فوقیت نہیں ہاں فوقیت ہے تو توحید میں ہے اور اسی میں ان حضرات مشائخ نے ایسا گول مول لگایا ہے کہ اسلام کے ہمارے فخر کو ملیا میٹ کر دیا۔ اب سچ پوچھو تو مسلمانوں کا منہ نہیں کہ اہل کتاب بلکہ بُت پرستوں کی توحید کو آنکھ اُٹھا کر دیکھ سکیں۔" (ایضاً صفحہ ۲۰)

۱۴- جناب مولوی ظفر علی صاحب آف زمیندار :-

علماء ہم سے یہ دن رات کہا کرتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ ہیں گمراہ نصاریٰ تو یہودی مغضوب
بیگماں دونوں ہیں اسوقت میں کہیں وصف میں کم
ہم جو کہلاتے ہیں محبوبِ خدا کے محبوب

(زمیندار ۹ جولائی ۱۹۴۰ء)

۱۵۔ جناب سیّد عبدالمجید صاحب قریشی سیکرٹری سیرت کمیٹی :۔

"عزیزانِ اسلام! جن مصیبتوں اور اندرونی اور بیرونی کمزوریوں میں یہودی لوگ مبتلا تھے آج ہم مسلمان بھی اُنہی کمزوریوں کا شکار ہیں۔"

(رسالہ ایمان ۳۰ اپریل ۱۹۳۹ء صفحہ ۱۳۴)

"جو بات اللہ تعالےٰ نے یہودیوں سے فرمائی وہ آج مسلمانوں پر بھی صادق آرہی ہے۔" (رسالہ ایمان تفسیر القرآن صفحہ ۱۳۷)

"یہودی لوگ خدمتِ اسلام سے صرف اِس لئے محروم رہے ۔ ۔ ۔ ۔ افسوس کہ آج ہم مسلمانوں کی بدقسمتی اور محرومی کا راز بھی یہی ہے۔" (ایضاً صفحہ ۱۴۵)

"ہماری اِس دماغی انار کی کا نتیجہ وہی ہے جو بنی اسرائیل کو ملا۔" (ایضاً صفحہ ۱۵۸)

"بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ جو کچھ کیا وہ یہی تھا اور آج ہم لوگ بھی بالکل یہی کر رہے ہیں۔" (ایضاً صفحہ ۱۶۰)

"عزیزانِ اسلام! پہلے یہ دیکھئے کہ بنی اسرائیل کا کیا جرم تھا۔ اُن کا وہی جرم تھا جس میں آج ہم سب پھنسے ہوئے ہیں۔" (ایضاً صفحہ ۱۶۱)

"یہ ناشکر گذاری صرف یہودیوں کا ہی حصّہ نہیں ہے۔ ہر برباد ہونیوالی قوم کی حالت یہی ہوا کرتی ہے۔ کیا آج مسلمانوں کی یہ حالت نہیں ہے؟" (ایضاً صفحہ ۱۳۵)

"حضرت ابراہیم کی امامت کا ابتدائی واقعہ پیش کرکے قرآن یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکینِ عرب حضرت ابراہیم کا طریقہ چھوڑ چکے ہیں اس لئے وہ ابراہیمی وراثت سے محروم کر دیئے گئے اور خدا تعالےٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے ذریعہ سے ابراہیمی خلافت کا تاج مسلمانوں کی پیشانی پر رکھ دیا۔ سوال یہ ہے کیا آج بھی وہ تاج آپ کی پیشانی پر ہے؟ آپ کہیں گے کہ نہیں۔ لیکن یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے۔ آپکو سوچنا چاہیئے کہ آپ ابراہیمی وراثت سے محروم کر دیئے گئے۔ اس کا سبب وہی ہو سکتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو یہود و نصاریٰ کی محرومی کا سبب تھا۔" (ایضاً صفحہ ۶-۱۳ ۱۵ ر اکتوبر ۱۹۳۹ء)

"یہودی تو صرف آپس کے جھگڑوں میں ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے ... مگر ہم اُن سے بھی سینکڑوں میل آگے نکل گئے۔ ..... آج ہماری حالت اس سے بھی بدتر ہے۔" (ایضاً ۱۰ ر جون ۱۹۳۹ء صفحہ ۳۳)

"برادرانِ اسلام! یہودی لوگ اپنی قوم والوں کو آپس کی ضد میں گھروں سے نکالتے تھے۔ اب آپ نے اس سُنت کو بھی پُورا کر دیا ہے۔" (ایضاً صفحہ ۳۶)

"عزیزانِ اسلام! اللہ تعالےٰ نے حاسد یہودیوں پر کتنی سخت تنقید کی ہے۔ ..... افسوس کہ ہم مسلمانوں میں بھی حسد کی بیماری بُری طرح پھیل رہی ہے۔" (ایضاً صفحہ ۴۹)

"یہودیوں کو جب قرآن کی یہ ساری خوبیاں اور بزرگیاں معلوم ہوگئیں تو وہ کہنے لگے کہ چونکہ اس کے لانے والا فرشتہ جبرائیل ہمارا دشمن ہے اس واسطے ہم اسے نہیں مانیں گے۔ غور کیجئے کہ یہ کس قدر قابلِ شرم جہالت اور تعصب ہے۔ عزیزانِ اسلام! افسوس کہ اب بے نماز مسلمانوں کو بھی اسی تعصب نے بالکل اندھا کر رکھا ہے۔ ..... ایک بوڑھا شخص بازار سے گذر رہا تھا۔ ایک شخص بولا دیکھو کیسی نورانی صورت ہے۔ دکاندار نے کہا ابھی یہ تو مرزائی ہے۔ اب تعریف کرنے والا چُپ ہوگیا اور دو ایک منٹ کے بعد بولا تبھی اس کے مُنہ پر پھٹکار برس رہی تھی۔" الخ (ایضاً صفحہ ۶۵)

"ہم یہودیوں پر الزام لگاتے ہیں ..... لیکن ہم اپنے گریبانوں میں مُنہ نہیں ڈالتے کہ ہم نے قرآن کو کہاں پھینکا ہے۔" الخ (ایضاً صفحہ ۷۲)

شاید ہمارے بعض معزز قارئین کے قلوب کی جولانگاہ میں یہ باطل خیال موجزن ہو۔ کہ یہ کیفیت تو عوام کالانعام کی ہے ورنہ علمائے عظام کو بھلا ان عادات و خصائل سے کیا نسبت؟ اس امر کے بدیہی استیصال کے لئے اگرچہ قبل ازیں کئی واضح تحریرات پیش کی جا چکی ہیں تاہم اِس خیال کی لغویت ثابت کرنے کے لئے ایسے حضرات کے ملاحظہ کے لئے چند مزید حوالہ جات سپردِ قلم کئے جاتے ہیں جن سے بالبداہت روزِ روشن کی طرح ایسی قیاس آرائیوں کا مکمل طور پر بطلان ظاہر ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔

۱۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی (فوز الکبیر صفحہ ۱) فرماتے ہیں:-

"اگر نمونہ یہود خواہی بین علماء سوء کہ طالب دُنیا باشند و خو گرفتہ بہ تقلیدِ سلف و

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معرض از نصوص کتاب و سُنّت و تعمق و تشدد یا استحسانِ عالم را مستند ساختہ از کلام شارحِ معصوم بے پرواہ شدہ باشند تماشہ کن کانھم ھم۔"

ترجمہ "غرضیکہ اگر تم اس اُمت میں یہود کا نمونہ دیکھنا چاہو تو ان علماءِ سوء کو دیکھ لو" الخ (مترجم رشید احمدؐ انصاری)

۲۔ اخبار زمیندار (۱۵ر جون ۱۹۲۵ء) رقمطراز ہے:۔

"بدقسمتی سے بعض درویش اور رہبان ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو علمائے یہود کیساتھ مشابہتِ تامہ رکھتے ہیں۔"

۳۔ "وقت آگیا ہے کہ ان راز سربستہ عقدوں کو کھول دیا جائے۔ ان تمام حقیقتوں کو برسرِ عام کیا جائے کہ اِن تمام فتنوں کے ذمہ وار کون ہیں۔ ..... تم جانتے ہو یہ کون ہیں جن کو درہم اور حکومتوں اور بادشاہوں کے پجاری اور دین خالص میں فتنوں کے محرک کہا گیا ہے۔ وہ ہمارے علماءِ سوء ہیں جنہوں نے مجازی اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے یہود و نصاریٰ کی پیروی کی اور مسلمانوں میں ایک بھی دین الخالص اور حق پرستی کے لئے نہ رہنے دیا۔ ہر ایک نے چاروں طرف حیل و مکر کے جال پھیلا دیئے۔ آج مسلمانوں کی ہر گمراہی علماءِ سُوء کی پیدا کردہ ہے۔ کیا اِس حقیقت سے انکار کیا جاسکتا ہے؟ کہ ہر گمراہی کی ذمہ داری اِن علماءِ سُوء پر نہیں۔" (نیرِ اعظم لاہور ۱۶؍ نومبر ۱۹۲۴ء)

۴۔ "ہر ایک علماء کا طبقہ یہی کہتا سُنائی دیتا ہے کہ جو کچھ اسلاف لکھ گئے ہیں وہ ہمارے لئے بھی ہے۔ شریعت ختم ہے آراءِ سلف پر یہی عُذر یہود کا تھا۔"

(اخبار وطن ۵ر جولائی ۱۹۰۶ء)

۵۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں:۔

"یہ سب باتیں مؤخر ہیں۔ مقدم یہ ہے کہ علمائے کرام باہمی متفق ہوں۔ یہاں تو یہ حال ہے کہ ایک فریق دوسرے فریق کے جائز کاموں میں بھی شریک نہیں ہوتا۔ جو آیت یہودیوں کے حق میں تھی تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ وہی ہمارے حق میں ہے۔" (اہلحدیث ۲۶ر ستمبر ۱۹۰۶ء)

"جتنی رسوم شرکیہ اور بدعیہ مسلمانوں میں آجکل ہو رہی ہیں وہ مولویوں ہی کی مہربانی کا اثر ہے ..... شر الاشرار شرار العلماء۔" (اہلحدیث ۲۳ر فروری ۱۹۰۶ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"نہایت افسوس ہے کہ مسلمانوں کی پبلک جیسی اصلاح طلب ہے اُن کے مصلح بھی اصلاح طلب ہیں" (اہلحدیث ۱۱ر فروری ۱۹۱۰ء)

"آجکل کے تھرڈ کلاس مولوی ..... سو اُن کی نسبت بہت عرصہ ہُوا فیصلہ ہو چکا ہے ؎

وھل افسد الناس الا الملوک

وعلماء سوءٍ ورھبانًا

یعنی کیا بادشاہوں، علماءِ سُوء اور رُہبان کے سوا کسی اور چیز نے لوگوں کو خراب کیا ہے"

(اہلحدیث ۷ر جون ۱۹۱۲ء)

"علمائے عظام کی طرف نظر اٹھائیے تو ممبروں پر صلاح و تقویٰ کے وعظ۔ انجمنوں میں اتفاق و اتحاد کی گفتگو۔ مگر بقول شخصے ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند
چوں بخلوت میروند آں کارِ دیگر میکنند

(اہلحدیث ۲۳ر جون ۱۹۰۵ء)

۶۔ ایک مسلم اخبار اتحاد اپنی ۳۱ر مئی ۱۹۳۱ء کی اشاعت میں موجودہ علماء کو مخاطب کرتے ہوئے یوں گویا ہوتا ہے :-

"اے خداوندانِ ملت تم کب تک ہمیں ذلت و نکبت میں مبتلا رکھو گے۔ اگر تم میں صلاحیت مفقود ہو گئی ہے تو تم کیوں رہنمائی سے دست بردار نہیں ہو جاتے۔ ایسے رہنماؤں سے قوم کا بے سر ہونا ہی اچھا ہے۔"

پس جبکہ "مسلمانوں کی ہر گمراہی علماءِ سوء کی پیدا کردہ" ہے اور "جتنی رسوم شرکیہ آجکل ہو رہی ہیں" وہ خود "مولویوں ہی کی مہربانی کا اثر ہے" تو بایں صورت اِس پیش کردہ قیاس آرائی کی حقیقت خود بخود واضح ہو جاتی ہے۔ پس حق یہی ہے کہ اہلِ اسلام کی موجودہ پُر آشوب زبوں حالی و خستہ سالی محض "علماءِ عظام" کی انتہائی بے اعتنائی اور بے جا کرم فرمائی کا نتیجہ ہے اور ان کی "یہودیانہ چال" کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ و بس۔

بالآخر قارئینِ کرام کی ضیافتِ طبع کے لئے ایک عجیب امر پیش کیا جاتا ہے جو امید ہے کہ انشاء اللہ موجبِ دلچسپی ہوگا اور وہ یہ کہ تمام وہ امور جن کا تذکرہ قرآن مجید میں یہودِ نامسعود کے حالات میں موجود ہے ان میں سے ہر ایک امر کے متعلق انفرادی طور پر آنحضرت صلعم کی بھی ایسی احادیث مندرج ہیں جن میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امتِ محمدیہ کے لئے ان تمام عیوب میں سب کے ملوث ہوجانے کی پیشگوئیاں کی گئی ہیں اور اس طرح کوئی ایک امر بھی اس ضمن میں ایسا پیش نہیں کیا جاسکتا جس کے متعلق قبل ازیں حضور علیہ السلام کی کوئی پیش خبری مذکور نہ ہو اور پھر اس سے بھی عجیب تر امر یہ کہ نہ صرف یہ تمام امور آج مکمل رنگ میں صادق آچکے ہیں بلکہ تفصیلی طور پر کوئی ایک خصلت بھی یہود کی ایسی نہیں بتلائی جاسکتی جس کے متعلق خود مدعیانِ اسلام نے اپنی تالیفات و تحریرات میں واضح رنگ میں تسلیم نہ کیا ہو کہ واقعی یہ عادت ابھی تک اُمتِ مُسلمہ کے نفوس میں جاگزین نہیں ہوچکی۔ لیکن افسوس عدمِ گنجائش کے باعث زیادہ تفصیل نہیں کی جاسکتی۔ ورنہ یہی نہیں سینکڑوں ایسی ہی تحریرات پیش کی جاتیں اس لئے اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

:(۲):

وہ زندہ خدا جس نے شریعت اسلامیہ کو نازل فرمایا بھلا کب گوارا کرسکتا تھا کہ وہ آخری اُمت جسے اس نے خود ہی خیر اُمۃ جیسے خطاب جلیل سے سرفراز فرمایا تھا کسی وقت جادۂ فرقان سے یکدم منقطع ہوکر یہود بے بہبود جیسی ابدی مدحور و مقہور قوم کے نقشِ قدم پر گامزن ہونا شروع ہوجاوے۔ اس لئے جہاں اُس نے یہ خبر دی کہ اُمتِ محمدیہ کے افراد سابقہ یہود نامسعود سے بکلی ہمرنگ ہوجانے کے بعد ان کے تمام عادات و خصائل مکمل صورت میں اپنے نفوس میں جمع کرلیں گے وہاں دوسری طرف اس سے قبل ہی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے رنگ میں اُمتِ مُسلمہ میں ایک ایسے کامل وجود کی روح افزا بشارت دی جو اپنی تمام صفات کے لحاظ سے اکمل و اتم طور پر حضرت مسیح ناصریؑ کا مثیل اور بُروز ہوگا اور اسی کی طرف تحریم (ع۲) میں بھی اشارہ مقصود تھا۔ نیز اسی کے مطابق آنحضرت صلعم نے فرمایا:۔

"کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم۔"

(بخاری جلد ۲ باب نزول عیسےٰ بن مریم)

اور ان تمام امور میں یہی راز مضمر تھا کہ تا محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے مقابل میں ہر پہلو کے لحاظ سے ہر رنگ میں مشابہ ہوسکے۔ پس جب اِس اُمت کے افراد کو یہود نامسعود سے مشابہت دی گئی تو کیا ضروری نہ تھا کہ اُن کی اصلاح کے لئے مبعوث کئے جانے والے وجود کو بھی اسی مناسبت کی بناء پر مسیح ابن مریمؑ ہی کے نام سے موسوم کیا جاتا؟ کسی مشابہت کے نتیجہ میں ایک مخصوص نام دیدینا عام محاورہ اہلِ زبان کے مطابق صرف جائز ہی نہیں بلکہ جیسا کہ لکھا ہے:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"اطلاق اسم الشیء علی مایشابھہ فی اکثر خواصہ

جائزٌ حسنٌ"۔ (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۶۸۹)

نہایت مستحسن امر ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ آئندہ مامور کو کعیثیل وغیرہ کے الفاظ سے کیوں نہیں پکارا گیا تو جواباً عرض ہے کہ تشبیہات کا فن علمِ بلاغہ سے متعلق ہے اور بلاغت کی ایک نہایت مشہور اور مستند کتاب میں یہ امر تحریر شدہ ہے کہ:-

"اذا حذفت اداۃ التشبیہ سُمِّیَ تشبیھا بلیغاً کقولہ تعالیٰ وَ

جَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا (دروس البلاغہ)

پس بایں صورت اِس شدید مماثلت ومطابقت کی طرف صراحتہً اشارہ کرنے کے لئے (جو مسیح محمدی کو مسیح ناصریؑ کے مقابل حاصل ہوگی) اِس طریق کو اختیار کرنا مناسب بھی تھا اور ضروری بھی۔ مماثلت کا یہ طریق صوفیاء کرام کے کلام میں موجود ہے۔ مثلاً شاہ نیاز احمدؒ صاحب بریلوی فرماتے ہیں ؎

احمدؐ ہاشمی منم عیسےٰ مریم منم

من نہ منم نہ من منم من ام

اسی طرح حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کا یہ مشہور قول ہے ؎

دمبدم روح القدس اندر معینے مے دمد

من نمے دانم ولیکن عیسیٰؑ ثانی شدم

نیز احادیث میں بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ بخاری (مصری صفحہ ۶۰۵) میں حضرت رسول مقبول صلعم کو صرف اِس وجہ سے ابی کبشہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے کہ آپؐ بھی اس شخص کی مانند توحید کی تعلیم پیش فرماتے تھے۔ اِسی طرح آنحضرت صلعم کا ازواج مطہرات کے متعلق یہ فرمان ان کُنّ انتنّ لصواحب یوسف (بخاری مصری جلد ا صفحہ ۸۴) باوجود مؤکد ہونے کے محض مشابہت کی بناء پر ہے ورنہ آپؐ تو یوسفؑ نہ تھے اور نہ آپؐ کی بیویاں ہی صواحب یوسفؑ تھیں۔ وقس۔

اور جیسا کہ صاحب دروس نے لکھا ہے خود قرآن کریم میں بھی ایسی امثلہ بکثرت موجود ہیں اور بطور مثال آیت وَجَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا پیش کی گئی ہے۔ پھر یہ مسئلہ کچھ ایسا مبہم بھی نہیں کہ ناقابلِ تفسیر ہو۔ اس کا مکمل حل یوں بھی ہو سکتا ہے کہ کئی کتب میں اس امر کا واضح طور پر بیان موجود ہے۔ مثلاً لکھا ہے:-

"آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مہدی سب سے زیادہ خُلق وخَلق وسیماء وہیئت میں ابن مریمؑ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے مشابہ ہے۔" (الصراط السوی ص۲۴۴ مصنفہ سید محمد سبطین)

"اللون لون عربی والجسم جسم اسرائیل"

(بحار الانوار جلد ۱۳ ص۲۲)

"رنگِ او رنگِ عربی باشد و جسمِ او جسم اسرائیلی۔"

(حجج الکرامہ ص۳۶۰)

پس یہ ایک ایسی واضح حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں اور یہی وجہ ہے کہ کئی سابقہ ائمہ کرام نے مسیح کی آمدِ ثانی کو بروزی رنگ میں ہی تسلیم کیا ہے جیسے حضرت محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں "وجب نزولہ فی اٰخر الزّمان بتعلّقہ ببدنٍ اٰخر" (تفسیر عرائس البیان جلد ۱ ص۲۶۲) اسی طرح حضرت کاشفیؒ نے لکھا ہے "کہ مسیحؑ کا نزول بروزی ہوگا" علاوہ ازیں اقتباس الانوار میں مذکور ہے۔ "وبعضے برآنند کہ روحِ عیسےٰ در مہدی بروز کند و نزولِ عبارت ازیں است (ص۵۲) اور پھر دُور جانے کی کیا ضرورت ہے بخاری کی مندرجہ بالا احادیث میں خود منکم[1] کا لفظ ہی آنے والے مسیح کو اُمتِ محمدیہ کا ایک فرد قرار دیتے ہوئے اس اصلیت و حقیقت کا بکُلّی انکشاف کر دیتا ہے۔ علاوہ بریں آنحضرت صلعم کا آنے والے مسیحؑ اور مسیح ناصریؑ کے دو بالکل مختلف، متضاد اور مبائن حُلیئے بتلانا[2] اس امر کا کافی سے زیادہ ثبوت رکھتا ہے کہ یہ آنے والا مسیح اور ہے اور مسیح ناصری اور۔ ورنہ ایک ہی فرد کے اس قدر مبائن اور متضاد حُلیئے بیک وقت کس طرح صحیح قرار دیئے جا سکتے ہیں؟ لیکن اگر اس صریح حقیقت سے انکار کرتے ہوئے موجودہ مسلمانوں کا پیش کردہ عقیدہ ہی قابلِ تسلیم خیال کر لیا جاوے تو خدارا بتلایئے اِس سے بڑھکر اُمتِ محمدیہ خیر اُمم کی انتہائی شقاوت

---

[1] اِس لفظ کی تفسیر کے ضمن میں صاحب "نفح الطیب" فرماتے ہیں "انما کان الامام منا۔ نیز تاریخ ابن خلدون میں لکھا ہے "انہ المسیح مسیح السائح من اٰل محمدؐ" مَیں حیران ہوں کہ اِس لفظ کے باوجود ذرہ بھر بھی عقل و دانش رکھنے والا انسان کس طرح کسی غلطی کا مرتکب ہو کر اس پیشگوئی کا مصداق مسیح ناصری کو قرار دے سکتا ہے۔

[2] مسیح ناصریؑ کا حُلیہ "فامّا عیسٰی فاحمر جعد عریض" (بخاری جلد ۲ ص۱۷۲) لیکن اس کے بالمقابل آنے والے موعود مسیحؑ کے متعلق فرمایا "فاذا رجل اٰدم کاحسن ما یری من اٰدم الرّجال تضرب لمتہ بین منکبیہ رجل الشعر" (بخاری جلد ۲ ص۱۷۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

و بدظنی کا کیا ثبوت ہوگا کہ ایک طرف اسے خیرِ اُمۃ کہا جائے (پارہ ۴ ع ۳) تو دوسری جانب اس حقیقت کا عملی اظہار یوں کیا جائے کہ افرادِ اُمت کو یہود سے کُلّی طور پر مشابہ ٹھہرا کر فوراً مغضوب علیہم کے زمرہ میں ہمیشہ کے لئے دھکیل دیا جائے۔ اور پھر اسی قدر پر بس نہ کرتے ہوئے تیسری طرف بجائے انہی میں سے کسی فرد کو یہ مقام عطا کر کے مبعوث فرمانے کے ایک نبیٔ سابق کو جسے محض مثلاً لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ بتلایا جاتا تھا صرف اس وجہ سے دو ہزار سال تک فلکِ چہارم پر بہ خلافِ سُنّتِ مستمرہ اقتضائے بشری سے معطّل کر کے زندہ رکھا جائے کہ تا آخری زمانہ میں خیرِ اُمۃ کی اصلاح ممکن ہو سکے۔ للہ غور کیجئے کیا یہ معاملہ اُمّتِ محمدیہ کے لئے کچھ کم ہتک آمیز ہے؟ اور کیا اسی بے بُنیاد عقیدہ کے نتیجہ میں خود ساقیٔ کوثر کے دائمی چشمۂ فیضان کا صراحتًہ و بداہتًہ بطلان لازم نہیں آتا؟ آہ میرے پیارے محبوب آقائے نامدار محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے کے لئے غیرت رکھنے والے عاشقِ صادق کہاں جاگزیں ہوئے، اور کدھر چلے گئے وہ مقدس وجود جن کے سینے میرے محبوب کی اُمّت کے درد سے ہر وقت معمور و مخمور رہا کرتے تھے؟ اور اے کاش آسمان پھٹ جاتا اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی لیکن رسول اللہ کی اُمّت کہلاتے ہوئے اپنے محبوب آقا کی شان میں اس شرمناک گستاخی کا مظاہرہ کسی طرح بھی خود مدعیانِ اسلام کے حصہ میں نہ آتا۔

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق اِن حالات میں جبکہ خود مسلمان اپنی مایوسی کا یوں اظہار کر رہے تھے ؎

"وہ بیمار قریب مرگ ہے اسلام واویلا
مسیحا کو نہیں ہے جسکی اُمیدِ شفاء باقی"

(محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس ۱۸۹۱ء)

وہ مقدس انسان جس کی تیرہ سو سال قبل اطلاع دی گئی تھی قادیان کی مقدس سرزمین میں جلوہ افروز ہوا۔ وہ انسان ابھی مامور بھی نہ ہوا تھا کہ حقیقت شناس لوگوں کی دُوربین نگاہوں نے فوراً بھانپ لیا کہ کشتیٔ اسلام کا موعود ناخدا آن پہنچا ہے اور اس پر انہوں نے یہاں تک کہہ ڈالا ؎

"ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے"

(اشتہار واجب الاظہار)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جب وہ برگزیدہ وجود اپنا فرض ادا کر کے اپنے حقیقی مولا کے پاس چلا گیا تو مخالفین تک نے اس کی حیرت انگیز شانِ مسیحائی کا بایں الفاظ اعتراف کیا :-

"ہم انہیں منصباً مسیح موعود تو نہیں مانتے تھے لیکن اُن کی ہدایت و رہنمائی مُردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی۔"

(تہذیب نسواں)

غرضیکہ وہ موعودؑ آیا اور مُردہ رُوحوں کو زندہ کرنے کا کام شروع کر کے واپس بھی چلا گیا لیکن آہ! جیسا کہ سابقہ نوشتوں[۱] میں لکھا تھا غفلت شعار اور ظاہر پرست اُس کی پہچان سے محروم ہو کر آج تک یہی پکارتے چلے جا رہے ہیں ؎

یا صاحب الزمان بظہور شتاب کُن
عالم زدست رفت تُو پا در رکاب کُن

(اخبار وطن)

(باقی - باقی)

---

[۱] حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳۔ مکتوبات امام ربانی جلد ۲ صفحہ ۱۰۷۔ فتوحات مکیہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۴۔ اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲۴ ؎

(بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر قادیان سے مالکان کے لئے شائع کیا)